اِنَّ الفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

الفضل

اللّٰہ اکبر — قادیان

ایڈیٹر: غلام نبی

The ALFAZL QADIAN.

تار کا پتہ: الفضل قادیان

نمبر ۱۲۲ | ۲۷ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ | یوم پنجشنبہ | مطابق ۱۲ اپریل ۱۹۳۴ء | جلد ۲۱

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ ۹ اپریل رات کے ۹ بجے کے قریب بذریعہ موٹر لائل پور سے واپس تشریف لے آئے۔ مقامی جماعت کے کثیر احباب نے قصبہ سے باہر حضور کا استقبال کیا۔ ۱۰ بجے ۴½ بجے شام کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے حضور کی صحت اچھی ہے۔

حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کو بھی پہلے کی نسبت آرام ہے۔

اخبار فاروق ماہ اپریل سے بڑے سائز پر چھپنا شروع ہوا ہے۔ احباب توسیع اشاعت کے لئے کوشش کریں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا سفر لائل پور

جماعت احمدیہ لائل پور کا نہایت کامیاب اور شاندار جلسہ

(الفضل کے خاص نامہ نگار کے قلم سے)

جیسا کہ احباب کو معلوم ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ لائل پور کی درخواست پر وہاں کی مسجد کا افتتاح کرنے کے لئے تشریف لے جانا منظور فرما لیا تھا۔ چنانچہ ۷۔ اپریل کی صبح کو بذریعہ موٹر کار حضور قادیان سے روانہ ہوئے اور نو بجے لاہور سے لائل پور کے لئے گاڑی پر سوار ہوئے۔ لائل پور جانے کے لئے بہت سے احباب قادیان سے پہلے ہی لاہور پہونچ چکے تھے۔ اور لاہور کے بھی متعدد اصحاب اس قافلہ میں شریک ہو گئے۔ راستہ میں بھی بعض سٹیشنوں سے احمدی دوست شامل ہوتے رہے۔

عظیم الشان استقبال

گاڑی سوا ایک بجے لائل پور پہونچی۔ پلیٹ فارم پر اور سٹیشن سے باہر ان لوگوں کا جو حضور کے استقبال کے لئے جمع تھے۔ اس قدر ہجوم تھا۔ کہ قریباً ایک فرلانگ تک کہیں تل دھرنے کو جگہ نہ تھی۔ احمدیوں کا ایسا شاندار اجتماع سوائے جلسہ سالانہ قادیان کے کسی جماعت کے جلسہ پر آج تک نہیں دیکھا گیا۔ استقبال کرنے والوں میں احمدی۔ غیر احمدی۔ ہندو سکھ وغیرہ سب اقوام کے لوگ موجود تھے۔ جن میں سرکاری عہدیدار۔ وکلاء۔ بیرسٹر۔ مقامی شرفاء و معززین میونسپل کمشنر وغیرہ شریک تھے۔ گاڑی سے اترنے کے بعد حضور کے گلے میں پھولوں کے بکثرت ہار ڈالے گئے۔ اور جب ہاروں کا بوجھ

بہت بڑھ گیا۔ تو لوگوں نے فرطِ عقیدت سے پھول برسانے شروع کر دیئے۔ سٹیشن سے باہر لوگ باقاعدہ دورویہ کھڑے تھے اور احمدی والنٹیئرز انتظام قائم کئے ہوئے تھے۔ پولیس کا انتظام بھی قابلِ تعریف تھا۔ سپرنٹنڈنٹ صاحب پولیس بنفسِ نفیس موجود تھے۔ اللہ اکبر کے نعروں کے درمیان حضور پلیٹ فارم سے باہر تشریف لائے۔ اور موٹر میں سوار ہو کر شہر کی طرف روانہ ہوئے۔ موٹر کے آگے احمدیہ والنٹیئرز کور کے نوجوان جھنڈے اٹھائے ہوئے چلے جا رہے تھے۔

افتتاح مسجد

حضور سیدھے مسجد احمدیہ میں تشریف لے گئے۔ اور لطور افتتاح دو رکعت نفل پڑھائے۔ نماز میں ہجوم کا یہ عالم تھا۔ کہ ایک دوسرے کی پیٹھوں پر سجدے کئے گئے۔ اور نمازیوں پر اس قدر رقت طاری تھی کہ بے اختیار چیخیں نکل رہی تھیں۔ نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ دعائیں کی گئیں۔

جماعت ہائے احمدیہ ضلع لائلپور کا ایڈریس

نماز سے فارغ ہو کر حضور کرسی پر متمکن ہوئے۔ اور قاضی محمد نذیر صاحب نے جماعت ہائے احمدیہ ضلع لائل پور کی طرف سے حضور کی خدمت میں ایڈریس پڑھا۔ جس کی سنہری حروف میں طبع شدہ ایک کاپی مخمل کے نہایت خوبصورت کیس میں رکھ کر حضور کی خدمت میں پیش کی گئی۔ ایڈریس کے متعلق حضور نے ایک مختصر سی تقریر فرمائی۔ جس میں بتایا۔ کہ مسجدیں اللہ تعالیٰ کا گھر ہوتی ہیں۔ اس لئے کسی احمدی کو یہ حق نہیں۔ کہ وہ کسی بھی فرقہ کے مسلمان حتٰے کہ ہندو سکھ یا عیسائی کو بھی اپنے طریق پر اس میں عبادت کرنے سے روکے۔ نیز مسجد کی تعمیر کے ضمن میں جماعت کی ذمہ واریاں بھی بیان فرمائیں۔

جماعت احمدیہ لائل پور کا جلسہ

اس کے بعد تمام لوگ جلسہ گاہ کی طرف چلے گئے۔ جو میونسپل باغات میں نہایت شاندار خوبصورت شامیانوں اور قناتوں سے بنائی گئی تھی۔ ایک باقاعدہ سٹیج جلسہ سالانہ کے نمونہ پر تعمیر کیا گیا تھا۔ جلسہ میں مہاشہ محمد عمر صاحب۔ گیانی واحد حسین صاحب اور مولوی غلام رسول صاحب راجیکی نے مختلف موضوعات پر تقریریں کیں اور جلسہ نماز مغرب کے لئے برخاست ہوا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی جلسہ گاہ میں

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے جلسہ گاہ میں تشریف لا کر نماز مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ پھر سٹیج پر رونق افروز ہوئے۔ اور تمام اصحاب کو مصافحہ کا موقعہ بخشا۔ مصافحہ کرنے والے باقاعدہ ایک انتظام کے ماتحت ایک راستہ سے آتے۔ اور دوسرے سے جاتے تھے۔ اس سے فارغ ہو کر حضور قیام گاہ پر تشریف لے گئے۔ اور مولوی جلال الدین صاحب شمس نے بلادِ اسلامیہ میں جماعت احمدیہ کی خدمات پر تقریر کی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی تقریریں

۸- اپریل کو شیخ مبارک احمد صاحب اور مولوی محمد سلیم صاحب نے ۱۲½ بجے تک تقریریں کیں۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے وہیں تشریف لا کر ظہر و عصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ اس کے بعد اڑھائی بجے کے قریب جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی۔ صوفی غلام محمد صاحب بی۔ اے سابق مبلغ ماریشس نے تلاوت قرآن کریم کی۔ اور حکیم سراج الدین صاحب لاہوری نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظم پڑھی۔ پونے تین بجے کے قریب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز تقریر کے لئے کھڑے ہوئے۔ حضور نے اپنی تقریر میں تحقیق حق کے متعلق بعض اہم اور ضروری ہدایات دینے کے بعد وفاتِ مسیح۔ اور صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے موضوع پر ایسی دلچسپ اور جامع تقریر فرمائی۔ کہ لوگوں پر وجد کی حالت طاری ہو گئی۔ مجمع میں ہر خیال اور ہر مذہب و ملت کے لوگ شریک تھے۔ پانچ بجے چونکہ ایک ٹی۔ پارٹی کا انتظام کیا گیا تھا۔ اس لئے حضور نے فرمایا۔ کہ بقیہ تقریر میں نو بجے کے بعد کروں گا۔ اس کے بعد حضور ٹی پارٹی میں تشریف لے گئے۔ جو جماعت احمدیہ کی طرف سے حضور کی تشریف آوری کی خوشی میں دی گئی تھی۔ اور جس میں شہر کے معزز و ممتاز سرکاری و غیر سرکاری اصحاب کی ایک کثیر تعداد مدعو تھی۔ اکل و شرب کا انتظام نہایت عمدہ تھا۔ یہاں بھی پارٹی کے اختتام پر حضور نے ایک مختصر سی تقریر فرمائی۔ جس میں بتایا۔ کہ بین الملی اتحاد کی بنیاد کیا ہو سکتی ہے۔ شام کے قریب یہ تقریب ختم ہوئی۔ ۹ بجے کے قریب حضور جلسہ گاہ میں تشریف لائے۔ اور نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ اس کے بعد جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی۔ تلاوت حافظ مسعود احمد صاحب ابن بھائی محمود احمد صاحب قادیان نے کی۔ اور نظم ایک مقامی دوست غریب الدین صاحب نے پڑھی۔ اس کے بعد پونے دس بجے حضور نے تقریر شروع کی۔ جو رات کے بارہ بجے ختم ہوئی۔ یہ تقریریں انشاء اللہ مفصل اخبار میں شائع ہو جائیں گی۔

جڑانوالہ میں

۹- اپریل کی صبح کو آٹھ بجے کے قریب حضور لائل پور سے روانہ ہوئے۔ جڑانوالہ کے ایک مخلص اور پُرجوش دوست ڈاکٹر محمد شفیع صاحب ویٹرنری اسسٹنٹ کی درخواست کو شرفِ قبولیت بخشتے ہوئے حضور نے واپسی پر ان کے ہاں چند منٹ ٹھہرنا منظور فرما لیا تھا۔ چنانچہ ۹ بجے کے قریب حضور جڑانوالہ میں ان کے ہاں پہنچے۔ تیس کے قریب خدام حضور کے ساتھ تھے۔ باوجود اس کے کہ ان کو وقت بہت کم ملا۔ ڈاکٹر صاحب نے پرتکلف ناشتہ دیا۔ اس کے بعد ملک غلام محمد صاحب آف لاہور کی درخواست پر حضور ان کے ایک چک میں جو جڑانوالہ سے قریب ہی ہے۔ تشریف لے گئے۔ اور وہاں سے ہوتے ہوئے ۹- اپریل کی شام کو واپس قادیان پہنچ گئے۔ الحمد للہ۔

جلسہ میں شریک ہونے والوں کی تعداد

لائل پور کا جلسہ باوجود اس کے کہ مخالفوں کی طرف سے اسے ناکام بنانے کی انتہائی کوششیں کی گئیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے نہایت ہی کامیاب ہوا۔ حاضرین کی تعداد کا اندازہ چھ ہزار سے کسی طرح کم نہیں۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تقریروں کے وقت اس میں اور بھی اضافہ ہو جاتا تھا۔ احمدی اصحاب بھی تمام نواحی دیہات اور اردگرد کے اضلاع سے کثیر تعداد میں شامل ہوئے۔

مخالفت

مخالفت بھی حد درجہ کی تھی۔ جلسہ سے چند روز قبل جماعت علی شاہ صاحب تین دن وہاں رہے۔ اور شاید انہوں نے لوگوں سے حلف لئے۔ کہ اس جلسہ میں شامل نہ ہوں گے۔ احمدیوں کے خلاف نفرت انگیز فتووں کی اشاعت کی گئی۔ جلسہ گاہ کے حصول میں مشکلات پیدا کی گئیں۔ خیموں کے تاجروں کو دھمکیاں دی گئیں کہ اگر تم نے شامیانے وغیرہ دیئے۔ تو وہ جلا دیئے جائیں گے۔ جلسہ سے ایک شب قبل نہر کو کاٹ کر اس پلاٹ کو جہاں جلسہ گاہ تیار کی گئی تھی سیراب کرنے کی کوشش کی گئی۔ اور اسی قسم کی کوشش ۷-۸ اپریل کی درمیانی شب کو بھی کی گئی۔ مگر احمدی احباب کی مستعدی نے اس شرارت کو کامیاب نہ ہونے دیا۔

مولوی ظفر علی اور لال حسین وغیرہ کو بذریعہ تار بلایا گیا۔ جنہوں نے ہمارے خلاف سخت زہر اگلا۔ مگر یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ کہ کسی کو اعلانیہ شرارت کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ غیر مبائعین نے بھی اپنی بساط کے مطابق مخالفت جاری رکھی۔ اور مولوی محمد علی صاحب کے لکھے ہوئے ٹریکٹ تقسیم کئے۔

نو مبائعین

غرض تمام مخالفانہ کوششوں کے باوجود لوگ ہمارے جلسوں اور بالخصوص حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی تقریروں کے وقت خاص اہتمام سے آتے رہے۔ دلچسپی سے سنتے رہے۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل سے ڈیڑھ صد کے قریب نئے لوگ داخل سلسلہ ہوئے۔

شکریہ

صدر میونسپلٹی نے بالخصوص اور ممبران و کارکنان نے بالعموم مقامی جماعت کے ساتھ نہایت ہمدردانہ سلوک کیا۔ اور جلسہ کے لئے ہر ممکن سہولتیں بہم پہنچائیں۔ پولیس کا انتظام بھی قابلِ تعریف تھا۔ اس نے قیام امن کے سلسلہ میں پوری پوری مستعدی کا ثبوت دیا۔ سکھ احباب نے بھی جماعت کی ہر طرح امداد کی۔ ان تمام کے لئے شکریہ کی قراردادیں جماعت کی طرف سے جلسہ کی آخری نشست میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی تقریر سے پہلے پیش ہو کر پاس ہوئیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۱۲۲ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۷ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ | جلد ۲۱

اناجیل کا یسوع اور قرآن کا عیسیٰؑ

اناجیل کے رُو سے مشہور انگریز مصنف برنارڈ شا کا یسوع پر تبصرہ

پادریوں کو حضرت مسیح موعودؑ کی نصیحت

جب عیسائی پادریوں نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات والا صفات پر طرح طرح کے ناپاک الزامات لگانے شروع کئے۔ غلط باتیں منسوب کرکے آپ کی توہین کے مرتکب ہونے لگے۔ بدزبانی و بدکلامی میں روز بروز بڑھتے گئے۔ اور اس طرح مسلمانوں کے قلوب کو اپنی زبان اور قلم کی برچھیوں سے زخمی کرنے میں مصروف ہو گئے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے انہیں نصیحت کی۔ کہ اس ناپاک اور دل آزار روش سے باز آجائیں۔ اور امام الطیبین و سید المطہرین پر سراسر افترا سے ایسی تہمتیں نہ لگائیں۔ جن کے سننے سے ہر ایک پاک دل انسان کا بدن کانپ جاتا ہے

پادریوں کو حضرت مسیح موعودؑ کا نوٹس

لیکن جب اس کا کوئی مفید نتیجہ نہ نکلا۔ اور عیسائی پادریوں نے یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ وُہ اپنے دل آزار اور توہین آمیز طریقِ عمل کو چھوڑنے کے لئے تیار نہیں۔ براہ راست حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایسے ناپاک خطوط لکھنے شروع کر دیئے جن میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر گندے الزامات لگائے گئے۔ تو آپ نے ایک بدزبان پادری کے نام ایک نوٹس شائع کیا جس میں تحریر فرمایا:۔

"اگر پھر ایسے ناپاک لفظ آپ نے استعمال کئے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی جناب میں ناپاک تہمت لگائی تو ہم بھی آپ کے فرضی اور جعلی خدا کی وُہ خبر لیں گے جس سے اس کی تمام خدائی ذلت کی نجاست میں گرے گی۔ اے نالائق۔ کیا تو اپنے خط میں سرورِ انبیاء صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو زنا کی تہمت لگاتا ہے۔ اور فاسق و فاجر قرار دیتا ہے۔ اور ہمارا دل دکھاتا ہے۔ ہم کسی عدالت کی طرف رجوع نہیں کرتے۔ اور نہ کریں گے۔ مگر آئندہ کے لئے سمجھاتے ہیں۔ کہ ایسی ناپاک باتوں سے باز آجاؤ۔ اور خدا سے ڈرو جس کی طرف پھرنا ہے۔" (نور القرآن ۲۔ صـ ۱۳)

ان سطور میں جہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عیسائی پادریوں کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ناپاک بہتانات لگانے سے روکا۔ وہاں انہیں یہ بھی بتا دیا۔ کہ اگر وہ اس روش سے باز نہ آئے۔ تو پھر ان کے فرضی اور جعلی خدا کی حقیقت بھی ظاہر کر دی جائے گی:۔

عیسائیوں کے یسوع اور حقیقی مسیح میں امتیاز

آخر جب اس نوٹس کا بھی کوئی اثر نہ ہوا۔ اور بدزبان پادری سرورِ دو عالم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان اقدس کے خلاف بدزبانی کرنے سے باز نہ رہے جس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مجبوراً ان کے فرضی اور جعلی خدا کے متعلق قلم اٹھانا پڑا۔ تو عیسائیوں کے فرضی یسوع اور سچے عیسیٰ علیہ السلام میں امتیاز ظاہر کرتے ہوئے آپ نے تحریر فرمایا:۔

"اس بات کو ناظرین یاد رکھیں۔ کہ عیسائی مذہب کے ذکر میں ہمیں اسی طرز سے کلام کرنا ضروری تھا۔ جیسا کہ وُہ ہمارے مقابل پر کرتے ہیں۔ عیسائی لوگ درحقیقت ہمارے اس عیسیٰ علیہ السلام کو نہیں مانتے۔ جو اپنے تئیں صرف بندہ اور نبی کہتے تھے اور پہلے نبیوں کو راست باز جانتے تھے۔ اور آنے والے نبی حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر سچے دل سے ایمان لاتے تھے۔ اور آنحضرت صلعم کے بارے میں پیشگوئی کی تھی۔ بلکہ ایک شخص یسوع نام کو مانتے ہیں۔ جس کا قرآن میں ذکر نہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ اس شخص نے خدائی کا دعویٰ کیا۔ اور پہلے نبیوں کو بٹمار وغیرہ ناموں سے یاد کرتا تھا۔ یہ بھی کہتے ہیں۔ کہ یہ شخص ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا سخت مکذب تھا۔ اور اس نے یہ پیشگوئی کی تھی۔ کہ میرے بعد سب جھوٹے نبی آئیں گے۔" (تبلیغ رسالت جلد پنجم صـ ۸)

حضرت مسیح موعودؑ کی مجبوری

اس حوالہ سے ظاہر ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے عیسائیوں کے یسوع کے متعلق جو کچھ لکھا۔ بوجہ مجبوری لکھا۔ جوابی طور پر لکھا۔ اور ان عقائد کو مدنظر رکھ کر لکھا۔ جو یسوع کے متعلق عیسائیوں میں پائے جاتے ہیں۔ اور جن کی وجہ سے انہوں نے ایسا فرضی اور جعلی وجود تجویز کر رکھا ہے۔ جو اس عیسےٰ علیہ السلام سے بالکل علیحدہ ہے۔ جسے اسلام نے راستباز اور خدا تعالےٰ کا برگزیدہ قرار دیا ہے۔ اور جس کا ذکر قرآن کریم نے بندہ اور رسول ہونے کی حیثیت میں کیا ہے۔ چنانچہ ایک اور مقام پر آپ تحریر فرماتے ہیں:۔

"ہمیں پادریوں کے یسوع اور اس کے چال چلن سے کچھ غرض نہ تھی۔ انہوں نے ناحق ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو گالیاں دے کر ہمیں آمادہ کیا۔ کہ ان کے یسوع کا کچھ تھوڑا سا حال ان پر ظاہر کریں۔" (ضمیمہ انجام آتھم صـ ۸)

گویا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے پادریوں کے یسوع کا جو کچھ تھوڑا سا حال ان پر ظاہر کیا۔ وُہ محض پادریوں کے مجبور کر دینے پر کیا:۔

یسوع اناجیل اور پادریوں کے عقائد کی روشنی میں

پھر آپ نے یہ وضاحت فرما دی۔ کہ اس رنگ میں جو کچھ لکھا گیا۔ وُہ عیسائیوں کے تجویز کردہ اور فرضی یسوع کے متعلق انجیلوں اور پادریوں کا ہی پیش کردہ ہے۔ چنانچہ آپ نے متعدد مقامات میں اس کا اظہار بھی کیا۔ اور ایک موقعہ پر توصاف اور واضح الفاظ میں لکھ دیا۔ کہ

ھٰذا ما کتبنا من الاناجیل علےٰ سبیل الالزام (البلاغ صـ ۹) یعنی ہم نے جو کچھ لکھا ہے۔ وُہ اناجیل سے بطور الزامی جواب کے لکھا ہے۔ گویا آپ نے وُہی امور بیان کئے۔ جو اناجیل میں موجود ہیں۔ اور جو عیسائیوں کو مسلم ہیں۔ اپنی طرف سے اور بلا ثبوت کچھ نہیں لکھا۔ پھر یہ بھی آپ نے عیسائیوں کے مجبور کر دینے پر لکھا۔ قریباً چالیس سال تک متواتر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے متعلق پادریوں کی گندی گالیاں اور ناپاک الزامات سنتے رہنے کے بعد لکھا۔ اور وُہ بھی بغیر اطلاع کے نہیں۔ بلکہ کھلا نوٹس دینے کے بعد لکھا:۔

دراصل پادری صاحبان اپنی مقدس کتب اناجیل میں جب ایک طرف خدا تعالےٰ کے تمام راستبازوں کے متعلق چور اور بٹمار لکھا ہُوا پاتے۔ اور دوسری طرف اس وجود کے متعلق جسے وُہ

خدا قرار دیتے۔ ایسی ایسی باتیں دیکھتے۔ جو ایک معمولی شریف انسان کی شان کے بھی شایاں نہیں۔ تو انہوں نے صداقت اور حقانیت کے اس سُورج کو جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شکل میں نمودار ہُوا۔ اپنی بدزبانیوں۔ اور افترا پردازیوں کی ظلمت میں چھپانے کی کوشش کی۔ اس میں تو انہیں کامیابی نہ ہُوئی۔ اور نہ ہوسکتی تھی۔ البتہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ ان کے یسُوع کے متعلق انجیلی بیانات اس وضاحت کے ساتھ روشنی میں آگئے۔ کہ کسی عقل و دانش رکھنے والے انسان کے لئے یسُوع کو خدا سمجھنا تو الگ رہا۔ اعلےٰ پایہ کا انسان خیال کرنا بھی ناممکن ہوگیا۔ چنانچہ عیسائی دُنیا کا کثیر حصہ روز بروز اناجیل کے پیش کردہ یسُوع سے برگشتہ ہوتا جارہا۔ اور اس کے متعلق نہایت درشت الفاظ استعمال کررہا ہے ؛

برنارڈ شا اور یسُوع مسیح

حال میں ایک مشہور انگریز مصنف برنارڈ شا نے جو تازہ ترین ڈرامہ "آن دی راکس" (چٹانوں پر) نامی شائع کیا ہے اس کے دیباچہ میں اس نے حسب ذیل خیالات کا اظہار کیا ہے۔

"ہائی پریسٹ کے نقطۂ نگاہ سے یسُوع ایک، باطل نبی اور جعلساز شخص تھا"

"تاجروں کے زاویۂ نگاہ سے وُہ ایک فتنہ پرداز کمیونسٹ تھا"

"رومن ملوکیت پرستوں کے نظریہ کے مطابق وُہ باغی اور غدار تھا"

"عام عقل اسے دیوانہ قرار دیتی ہے"

"آوارہ منش لوگوں کی نظر میں وُہ ایک بارسُوخ۔ لیکن بے زر اور مفلوک الحال آوارہ گرد تھا"

"طبابت پیشہ لوگوں کے خیال میں وُہ ایک ناتجربہ کار اور ناخواندہ طبیب تھا۔ جو مریضوں کو جھوٹ موٹ اچھا کردیتا تھا۔ اور کوئی فیس نہ لیتا تھا"

"پولیس کی رائے اس کے متعلق یہ ہے۔ کہ شارع عام پر مجمع کرکے آمدورفت روک دیا کرتا تھا۔ وُہ ایک گداگر کی حیثیت رکھتا تھا۔ رنڈیوں کے ساتھ رہتا۔ اور ان کا مصاحب تھا۔ اور گنہ گاروں کی طرف سے معافی مانگ کر ججوں کو دھوکہ دیا کرتا تھا"

"وُہ جہاں پریسٹوں (مذہبی عالموں) کے خلاف تھا۔ وہاں عدالت۔ فوج عامۃ الناس کا بھی دُشمن تھا۔ اس کا قول تھا۔ کہ دولت مند کی جگہ بہشت میں نہیں ہوسکتی۔ وُہ سوسائٹی کا سخت ترین دُشمن تھا"

"اپنے قول کے مطابق صرف وہی معصُوم تھا۔ اور باقی سب مجرم اور گنہ گار تھے"

(زمیندار ۵- اپریل بحوالہ نیشنل کال دہلی)

برنارڈ شا کی مجبُوری

انگلستان کے اس مشہور ترین مصنف نے جس کے نام پر عیسائیوں کو بہت بڑا فخر ہے۔ "خداوند یسُوع مسیح" کی شان میں جو کچھ کہا ہے۔ وُہ نہایت ہی سخت اور بے حد درشت ہے لیکن اس کو کیا کیا جائے۔ کہ اناجیل کی ورق گرانی کرنے والے کو وُہی کچھ نظر آتا ہے۔ جو برنارڈ شا نے اپنے "تازہ ترین شاہکار" میں پیش کیا ہے۔ اور اس نے جو کچھ لکھا ہے۔ از روئے اناجیل وُہ اتنا مضبُوط اور اتنا قوی ہے۔ کہ عیسائی دُنیا اس وقت تک نہ تو اس کی تردید کرسکتی ہے۔ اور نہ اُسے جھٹلا سکتی ہے۔ جب تک موجودہ اناجیل دُنیا میں موجُود ہیں ؛

حضرت مسیح موعُودؑ کی تحریریں یسُوع کے متعلق

اب برنارڈ شا کے مذکورہ بالا نتائج کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہر عقل و سمجھ رکھنے والا انسان معلُوم کرسکتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعُود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اناجیل کی روشنی میں عیسائیوں کے یسُوع کا جو تھوڑا سا حال ان پر ظاہر کیا۔ اس میں نہ تو کسی قسم کا مبالغہ ہے اور نہ وُہ بے بنیاد ہے۔ بلکہ وُہ اناجیل کے بیانات اور عیسائیوں کے معتقدات کے مقابلہ میں بہت کم ہے۔ اور جب ایک مشہور عیسائی مصنف اناجیل کی بناء پر اور عیسائیوں کے مسلمات کی بناء پر وُہ کچھ کہہ سکتا ہے۔ جو برنارڈ شا نے کہا۔ تو حضرت مسیح موعُود علیہ الصلوٰۃ والسلام جوابی طور پر ان عیسائیوں پر جو رسول کریم صلے اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات والاصفات کے خلاف ناپاک الزامات لگاتے ہے۔ ان کے یسُوع کی حقیقت ظاہر کرنے کے لئے اس سے بہُت کم کیوں نہیں کہہ سکتے تھے ؛

قطعاً جھوٹا الزام

وُہ لوگ جو اس بناء پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق یہ الزام لگاتے ہیں۔ کہ آپ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کی۔ وُہ دیدہ دانستہ افترا پردازی کے مرتکب ہوتے ہیں۔ اور ضد و تعصب کی وجہ سے اس بات کو نظر انداز کردیتے ہیں کہ حضرت مسیح موعُود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بدزبان اور بدگو عیسائی پادریوں کے جواب میں جو کچھ لکھا۔ وہ اس یسُوع کے متعلق لکھا۔ جسے اناجیل پیش کرتی ہیں۔ جسے عیسائیوں کے وہم اور تخیل نے پیدا کیا ہے۔ اور جو خدا تعالےٰ کے اس برگزیدہ سے بالکل الگ ہے۔ جسے نبوت کا خلعت دے کر بنی اسرائیل کی ہدایت اور راہ نمائی کے لئے مبعوث کیا گیا تھا۔ اگر برنارڈ شا کے سامنے اناجیل کی بجائے قرآن کریم ہوتا۔ اور وُہ قرآن کریم سے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے متعلق حالات منضبط کرتا۔ تو یقیناً وہ ان خیالات کا اظہار نہ کرتا۔ جو اس نے اناجیل کی بناء پر کئے۔ بلکہ اسے معلُوم ہوتا۔ کہ "حضرت عیسیٰ علیہ السلام بے شک خدا کا ایک پیارا نبی تھا۔ نہایت اعلےٰ درجے کے صفات اپنے اندر رکھتا تھا۔ نیک تھا۔ برگزیدہ تھا۔ خدا سے ملا ہُوا تھا" "وُہ اُسی ازلی ابدی ہدایت کا پابند تھا۔ جو ابتداء سے بنی آدم کے لئے مقرر کی گئی" "خبیث ہیں وُہ لوگ جو آپ پر تہمتیں لگاتے ہیں" افسوس کہ برنارڈ شا نے قرآن کریم سے بالکل بے بہرہ ہونے اور صرف اناجیل کو اپنے سامنے رکھنے کی وجہ سے صرف عیسائیوں کے فرضی یسُوع کے متعلق اظہارِ خیالات کیا۔ اور وُہ اصلی مسیح کے حقیقی صفات معلُوم کرنے سے قاصر رہا ؛

حقیقی مسیح حضرت مسیح موعُودؑ کی نظر میں

اس کے مقابلہ میں حضرت مسیح موعُود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جہاں انجیلی یسُوع کی حقیقت پادریوں پر ان کے مجبُور کردینے پر ظاہر کی۔ وہاں ان کے سامنے اصل مسیح کو اس کی اصلی صفات کے ساتھ بھی دکھایا۔ اور اس کی اصلی شان پُورے زور کے ساتھ ظاہر فرمائی۔ چنانچہ تحریر فرماتے ہیں:۔

۱۔ "اس بات میں کیا شک ہے۔ کہ حضرت مسیح سچے نبی ہیں" (اربعین ۳ ۔ صفحہ ۲۵)

۲۔ "ہمارا ایمان ہے۔ کہ وُہ (حضرت مسیح) سچے نبی ضرور تھے۔ خدا تعالےٰ کے پیارے تھے۔ مگر خدا نہیں تھے" (حقیقۃ الاسلام صفحہ ۳۱)

۳۔ "جس ابن مریم کی قرآن شریف نے ہم کو خبر دی ہے۔ وُہ اسی ازلی۔ ابدی ہدایت کا پابند تھا۔ جو ابتداء سے بنی آدم کے لئے مقرر کی گئی ہے۔ لہٰذا ان کی نبوت کے لئے قرآنی ثبوت کافی ہے۔ گو انجیل کے رُو سے کتنے ہی شکوک و شبہات ان کی نبوت کے بارے میں پیدا ہوں" (نور القرآن ۱ صفحہ ۳۲)

۴۔ "حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تطہیر ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گواہی سے بھی عقلمندوں کی نظروں میں بخوبی ظاہر ہوگئی۔ کیونکہ آنجناب نے۔ اور قرآن نے گواہی دی۔ کہ وُہ الزام سب جھُوٹے ہیں۔ جو حضرت عیسےٰ علیہ السلام پر لگائے گئے تھے" (ریویو جلد ۲۔ صفحہ ۲۳۴)

غرض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جہاں عیسائی پادریوں کی بدزبانی کو روکنے کے لئے ان کے سامنے ان کے یسُوع کی حقیقت اناجیل کے رُو سے ظاہر کرنی پڑی۔ وہاں آپ نے قرآن کریم کی بناء پر یہ بھی بیان فرمادیا۔ کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام خدا تعالےٰ کے رسُول تھے۔ اور ان تمام الزامات سے پاک۔ جو اناجیل میں ان پر لگائے گئے ہیں۔ عیسائی دُنیا اس وقت تک اپنے یسُوع کو اس قسم کے الزامات سے بری ثابت نہیں کرسکتی۔ جو برنارڈ شا ایسے عیسائیوں کے نہ صرف دلوں میں کھٹک رہے ہیں۔ بلکہ وُہ جرأت اور دلیری کے ساتھ ظاہر بھی کررہے ہیں۔ جب تک قرآن کریم کے پیش کردہ حضرت عیسیٰ کو قبول نہ کرے۔ اور ان کے متعلق وُہی عقائد نہ رکھے۔ جو اسلام نے بتائے ہیں۔ اور یہ اسلام کا عیسائی دُنیا پر بہت بڑا احسان ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ بن مریم کو ان تمام الزامات سے پاک قرار دیا جو ان کے دُشمن یہودی اور نادان دوست عیسائی ان پر لگاتے ہیں ؛

تکمیل ایمان کے لئے درستی عقائد و اعمال کی ضرورت

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمودہ ۶ اپریل ۱۹۳۴ء

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔
انسانی فطرت میں یہ بات داخل ہے۔ کہ وہ

ہر قسم کی نئی غذا

چاہتا ہے۔ بلکہ یہ بات اللہ تعالےٰ کی تمام مخلوقات میں پائی جاتی ہے۔ تاکہ یہ فرق قائم بالذات میں جو خدا تعالےٰ کی ذات ہے۔ اور ان ذاتوں میں جو دوسروں کے سہارے قائم ہیں۔ یعنے عام مخلوقات کی ذاتیں ایک امتیاز قائم کر دے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ جب انسان کسی قسم کی غذا سے محروم ہو جاتا ہے۔ تو باوجود اس کے کہ اس کے جسم میں بظاہر کوئی فرق نظر نہیں آتا۔ اس کی طاقتیں اور قوتیں زائل ہو جاتی ہیں۔ جس طرح ظاہری جسم کے متعلق یہ قانون جاری ہے۔ اسی طرح

باطنی جسم

کے متعلق بھی یہ قانون جاری ہے۔ باطنی جسم بھی ظاہری جسم کی طرح مختلف قسم کی غذاؤں کا محتاج رہتا ہے۔ کوئی غذا ایسی ہوتی ہے جس کی اسے ہر وقت ضرورت رہتی ہے۔ جیسے

جسم کو سانس کی ضرورت

ہے۔ اور کوئی غذا ایسی ہوتی ہے۔ کہ جس کی اسے تھوڑے تھوڑے عرصہ کے بعد ضرورت ہوتی ہے۔ جیسے انسان کو پانی پینے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور کوئی غذا ایسی ہوتی ہے جس کے متعلق انسان

لمبی دیر تک انتظار

کر سکتا ہے۔ جیسے کھانا کھانے کی حاجت ہوتی ہے۔ وہ چیز جو بمنزلہ سانس کے ہے۔ کہ جس کے بغیر انسان زندہ رہ ہی نہیں سکتا۔ اور جب وہ اس سے اپنے آپ کو خالی سمجھتا ہے۔ تب بھی کچھ نہ کچھ ہوا اس کے پھیپھڑوں میں رہ جاتی ہے۔ جو اس کے دل سے کام کراتی رہتی ہے۔ انسان کے

اعتقادات کی غذا

ہوتی ہے۔ ایک لمحہ کے لئے بھی انسان اگر اعتقادات کی درستی نہ کرے۔ یا ایک لمحہ کے لئے بھی اس سے غافل ہو جائے۔ تو اس کی روح مر جاتی ہے۔ پانی اور کھانے کی طرح جو غذائیں ہیں۔ وہ

انسانی اعمال

ہیں۔ کہ ان میں وقفہ بھی ہو سکتا ہے۔ گو لمبا نہیں ہو سکتا۔ مگر بہرحال اگر کچھ دیر تک انسان ان کے بغیر گذارہ بھی کر سکے۔ تب بھی جلد جلد عرصہ میں ان کی ضرورت پیش آجاتی ہے۔ ہاں یہ درست ہے کہ اگر یہ غذا جلد جلد نہ ملے۔ تو

انسانی روح کی فوری ہلاکت

نہیں ہو جاتی۔ بلکہ کمزور ہو جاتی ہے۔ سانس کے نہ آنے سے تو فوری ہلاکت ہو جاتی ہے۔ مگر غذا کے نہ ملنے سے فوری ہلاکت واقع نہیں ہوتی۔ جیسا کہ انسان بعض دفعہ کئی دن کا فاقہ کر لیتا ہے۔ مگر ہلاک نہیں ہوتا۔ ہاں کمزوری ضرور ہو جاتی ہے۔ اسی طرح اعمال کے وقفہ کی وجہ سے بھی کمزوری آجاتی ہے۔ اور گو یہ وقفہ برداشت کیا جا سکتا ہے۔ مگر چونکہ ساتھ ساتھ کمزوری بھی ہوتی جاتی ہے اس لئے ہر لحظہ انسان

موت کے قریب

ہوتا جاتا ہے۔

پس سب سے مقدم انسان کے لئے یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ اپنے اعتقادات اور

اللہ تعالےٰ پر یقین

درست رکھے۔ لیکن دنیا میں عام طور پر انسانوں میں یہ دیکھا جاتا ہے کہ وہ ایک یا دوسری غذا کو بالکل چھوڑ دیتے ہیں۔ کئی ہیں۔ جو عمل پر زور دیتے ہیں۔ جیسے

یورپین قومیں

ہیں۔ وہ کہتی ہیں۔ کہ عقائد سے کیا بنتا ہے۔ اصل چیز کام کرنا ہے انسان کو چاہیئے۔ کہ وہ لوگوں سے حسن سلوک کرے۔ ان سے محبت اور پیار سے پیش آئے۔

ہمدردی اور مواسات کا رویہ

اختیار کرے۔ اور کچھ لوگ ایسے ہیں۔ جو اعمال کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ جیسے اس وقت مسلمانوں کی حالت ہے۔ وہ کہتے ہیں جب ہم خدا پر ایمان لے آئے۔ رسولؐ کی صداقت کو تسلیم کر لیا۔ تو پھر ہمیں کسی چیز کی کیا ضرورت ہے۔ من قال لا الٰہ الا اللہ دخل الجنۃ۔ ان کا سارا زور اس بات پر ہوتا ہے۔ کہ ہم نے

لا الٰہ الا اللہ

کہہ دیا۔ اب ہمارے اسلام میں کیا نقص رہا۔ مجھے تعجب آتا ہے ان لوگوں پر جو اسلام کو محصور کرنا چاہتے ہیں خالی عقائد کے ساتھ۔ حالانکہ عقیدہ بغیر اعمال کے کبھی زندہ رہ نہیں سکتا۔

عقیدہ کی مثال

درخت کی سی ہے۔ اور اعمال کی مثال پانی کی سی۔ اس میں شبہ نہیں۔ کہ عقیدہ سانس کی طرح ہوتا ہے۔ اور اگر اس میں ذرا سا بھی رخنہ پیدا ہو جائے۔ تو

روحانی ہلاکت

واقع ہو جاتی ہے۔ مگر اس میں بھی شبہ نہیں۔ کہ کھانا کھانے کے بغیر سانس بھی نہیں چلتا۔ پس درحقیقت انسان کو

دونوں طرف توجہ کرنے کی ضرورت

ہوتی ہے۔ جس طرح کوئی انسان نہیں کہہ سکتا۔ کہ میں نے کھانا کھا لیا ہے۔ اب سانس آئے۔ یا نہ آئے۔ یا سانس جب آتا ہے۔ تو کھانا کھانے کی کیا ضرورت ہے۔ اور اگر کوئی یہ کہے۔ تو وہ بے وقوف اور جاہل سمجھا جاتا ہے۔ اسی طرح تکمیل ایمان کے لئے انسان کو ہمیشہ عقیدہ کی درستی اور

اعمال کی صحت کا خیال

رکھنا چاہیئے۔ بہت لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کی نظر صرف ایک طرف ہوتی ہے۔ اور دوسری طرف ان کی نگہ نہیں اٹھتی۔ بعض لوگ کہا کرتے ہیں۔ کہ ہم نمازیں پڑھتے ہیں۔ روزے رکھتے ہیں چندے دیتے ہیں۔ مگر

روحانیت میں ترقی

نہیں ہوتی۔ انہیں غور کرنا چاہیئے۔ اور دیکھنا چاہیئے۔ کہ یا تو ان کے اعمال میں نقص ہے۔ یا عقائد میں۔ یا تو اللہ تعالےٰ کی ذات پر جیسا یقین کامل ہونا چاہیئے۔ اور انسان کو سمجھنا چاہیئے۔ کہ وہ خدا کو حاضر ناظر جانے اس عقیدہ میں نقص ہو گا۔ یا اگر عقیدہ درست

ہو گا۔ تو اعمال میں نقص ہو گا جس کی وجہ سے پانی اس کی روحانیت کے درخت تک نہیں پہنچ سکتا:

پس مومن کو اپنی

روح کی درستی

کے لئے ضروری ہے۔ کہ اپنے عقائد پر نظر رکھے۔ نیز اپنے اعمال کی بھی نگہداشت کرے۔ اور یہ چیز محاسبہ سے ہی حاصل ہوسکتی ہے انسان اگر اپنے

نفس کا محاسبہ

کرے۔ تو اسے اپنے بہت سے عیبوں کا پتہ لگ جاتا ہے۔ اور بعض دفعہ ایسے

باریک درباریک عیب

نظر آجاتے ہیں۔ کہ غلطی سے بعض دفعہ انسان جسے قوت ایمانیہ سمجھ رہا ہوتا ہے۔ وہی

ضعف ایمان کا موجب

ہوتی ہے۔ کل ہی مجھے اس بات کا مشاہدہ کرنا پڑا۔ ایک دوست مجھ سے ملنے کے لئے آئے۔ اور کہنے لگے۔ مجھ پر فلاں فلاں ابتلا آیا ہے۔ میرا بڑا ہی مضبوط ایمان تھا۔ کہ میں ثابت قدم رہا۔ ورنہ کوئی اور ہوتا۔ تو مرتد ہو جاتا۔ میں نے کہا۔ یہی آپ کی کمزوری ایمان کا ثبوت ہے۔ کہ آپ ایک معمولی بات کو اپنے

ایمان کی مضبوطی کا ثبوت

سمجھ رہے ہیں۔ حالانکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں ادنےٰ سے ادنےٰ بشاشت ایمان بھی جب کسی مومن میں پیدا ہو جاتی ہے۔ تو خواہ اسے آگ کے اندر داخل کر دیا جائے۔ تو بھی وہ ایمان سے متزلزل نہیں ہوتا۔ جب یہ

ادنےٰ بشاشت ایمان

ہے۔ تو اعلےٰ بشاشت ایمان خود سمجھ لو۔ کہ کیا چیز ہوسکتی ہے:

غرض کئی دفعہ انسان سمجھتا ہے۔ کہ فلاں چیز اس کی قوت کا موجب ہے۔ حالانکہ وہ عدم تدبر کا ثبوت ہوتا ہے۔ اور اگر وہ غور کرے۔ تو اسے معلوم ہو۔ کہ وہی چیز اس کی کمزوری کا موجب بنتی ہے۔ ایک دفعہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا۔ اور آکر کہنے لگا۔ یارسول اللہ آپ مجھے ہر چیز سے زیادہ پیارے ہیں۔ یہاں تک کہ میں آپ کو

جان کی طرح عزیز

سمجھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ یہ کوئی اعلےٰ ایمان نہیں۔ جب تک کہ تم مجھے اپنی

جان سے بڑھ کر پیارا

نہ سمجھو۔ اب جس چیز پر اس نے ناز کیا تھا۔ اور سمجھا تھا۔ کہ محبت کا بہت بلند مقام اسے حاصل ہو چکا ہے۔ وہی چیز اس کا نقص ٹھہری اس نے خیال کیا تھا۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی جان کی طرح عزیز سمجھنا ہی کافی ہے۔ مگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جب تک تم اپنی جان سے بھی بڑھ کر مجھے عزیز نہ سمجھو

ایمان کامل

نہیں ہوسکتا۔ چونکہ وہ ایمان کے رستہ پر چل رہا تھا۔ اس لئے اس نے سنتے ہی کہا۔ یارسول اللہ آپ مجھے اپنی جان سے بھی بڑھ کر عزیز ہو گئے ہیں۔ اور اس طرح اسی وقت اس کی اصلاح ہو گئی اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ایک

نیک نیت انسان

کو جس وقت بھی اس کی غلطی سے آگاہ کیا جائے۔ وہ اپنی اصلاح کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔ یہ محاسبہ انسان کے لئے بہت مفید ہوتا ہے۔ مگر

محاسبہ کامل

ہونا چاہیئے۔ یعنی ایمان کا بھی اور اعمال کا بھی۔ تب مفید ہوسکتا ہے

چونکہ آج تین بجے کی گاڑی سے بہت سے دوست لائل پور جانے والے ہیں۔ اس لئے میں خطبہ کو مختصر کرتا ہوں۔ گو یہی بات یہ ہے۔ کہ مجھ میں زیادہ خطبہ پڑھنے کی اس وقت ہمت بھی نہیں میں گھر سے تو اسی نیت سے چلا تھا۔ کہ خطبہ خود پڑھاؤں گا۔ مگر رستہ میں مجھے تکلیف ہو گئی۔ اور میں نے محسوس کیا۔ کہ میں نے غلطی کی جو خطبہ پڑھانے کے لئے آگیا۔ پس زیادہ تر وجہ تو

صحت کی خرابی

ہے۔ لیکن چونکہ دوستوں کی روانگی کا بھی احساس ہے۔ اس لئے میں اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔ اور اللہ تعالےٰ سے دعا کرتا ہوں۔ کہ وہ ہمیں اپنے عقائد و اعمال دونوں کو درست رکھنے کی توفیق عطا فرمائے:

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی شان

مرے پیارے مسیحا کے خلیفہ — خدا نے آپ کو بخشی ہے عزت
تمہی ہو۔ ناخدائے احمدیت — تمہی ہو فخر نام آدمیت
خدا کے فضل سے فضل عمر ہو — مسیح کے حسن اور احساں کی صورت
تمہی ہو مصلح موعود احمدؐ — خدا نے دی تھی جس کی خود بشارت
خدا کے ہاتھ سے ممسوح ہوئے ہو — "کان اللہ نزل" کی تم ہو صورت
جہاں کے ہاتھ سے مقہور قومیں — تمہارے ہاتھ سے پائیں گی برکت
"علوم ظاہری اور باطنی" بھی — خدا نے کر دیئے تم میں ودیعت
یہ "نور آتا ہے نور" اس نے کہا ہے — خلافت کی عطا کی جس نے خلعت
تمہاری ہر ادا میں خشیت اللہ — تمہارے ہر سخن میں ایک جدت
تمہارے لب سے جھڑتے ہیں وہ موتی — یہ دنیا بھی نہیں ہے جن کی قیمت
نصیب دشمناں ذلت رہے گی — قیامت تک تمہیں حاصل ہے رفعت
مٹا وہ جس کو ہے تجھ سے عداوت — بنا وہ جس کو ہے تجھ سے محبت
مسیح پاک کے "لخت جگر" ہو — تری سیرت مسیحا کی ہے سیرت
تمہی ہو "یادگار" مہدیٔ حق — ولیٔ نعمت اللہ کی بشارت
تری قرآن دانی بے بدل ہے — ترا تقوےٰ ہے تفسیر شریعت
"بڑے" تھے جو کئی چھوٹے ہوئے ہیں — کئی چھوٹوں نے حاصل کی فضیلت
کئی اچھے ہوئے "بیماریوں سے" — ہے تیرے ساتھ "روح الحق کی برکت"
اسیروں کی بھی کی ہے "رستگاری" — "کناروں تک" "زمیں کے" "پائی" "شہرت"
"بشیر الدین" اور "فخر رسل" ہو — مبارک کام اور محمود سیرت
تجھے حق نے دیا ہے فہم کامل — ہے مشہور جہاں تیری ذکاوت
ہے دل میں علم اور لب پر تبسم — ہے تیرے "عزم" کی دشمن پہ ہیبت
ہوئے ہیں "تین" "بھائی" "چار" تجھ سے — بڑے بھائی نے کی جب تجھ سے بیعت
تجھے شان "شکوہ" حق نے عطا کی — ملی ہے تجھ کو "عظمت اور دولت"
مبارک تھا ترا لندن سے آنا — عطا کی حق نے "دوشنبہ" کو برکت
بدیر آمد "ز راہ دور" آمد — ہوئی معلوم تیری حق سے قربت
وہ "ہو گا ایک دن محبوب میرا" — مسیحا کو یہ حق نے دی بشارت
"دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا" — "کروں گا دور" "میں" اس مہ سے ظلمت
"مسیحی نفس" اور نور مجسم — تو اپنے ساتھ لایا "فضل و رحمت"
تمہاری جوتیوں کا ایک خادم — نہیں ہے جس کی قسمت میں مسرت
ہے تشنہ کام اک نظر کرم کا — کہ تا چھٹ جائے رنج و غم کی ظلمت
میرے آقا دعا کیجے خدا سے — کہ مجھ کو نفس پر حاصل ہو قدرت
رہے ہر دم مری آنکھوں کے آگے — مسیحائے زماں کی یہ نصیحت

"کرو توبہ کہ تا ہو جائے رحمت
دکھاؤ جلد تر صدق و انابت"

خاکسار ملک عبد الرحمٰن خادم۔ بی۔ اے گجراتی

"آہ نادر شاہ کہاں گیا"

سرزمین کابل کے ایک تازہ نشان پر مولوی ثناء اللہ صاحب کے اعتراضات

(۲)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہام "آہ نادر شاہ کہاں گیا" کے متعلق مولوی ثناء اللہ صاحب کے بے بنیاد اعتراضات میں سے بعض کا جواب ایک گذشتہ پرچہ میں درج کیا جاچکا ہے آج اسی ضمن میں ان کے باقی اعتراضات کی حقیقت واضح کی جاتی ہے۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کی مخبوط الحواسی

مولوی صاحب نے اس الہام کو مہمل قرار دینے کی سعی کرتے ہوئے پہلی دلیل یہ پیش کی ہے۔ کہ "مرزا صاحب نے حضرت مسیح کی ایسی بلکہ اس سے بھی واضح تر پیشگوئیوں کی ہنسی اڑائی ہوئی ہے۔ حضرت مسیح نے فرمایا تھا۔ زلزلے آئیں گے۔ اس پر لکھتے ہیں یہ بھی کوئی پیشگوئی ہے۔ کہ زلزلے آئیں گے۔ کیا دنیا میں زلزلے آیا نہیں کرتے" (اہلحدیث ۲۳ فروری)

مولوی صاحب کی مخبوط الحواسی اور پریشان دماغی کا یہ کیسا مضحکہ انگیز منظر ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہام "آہ نادر شاہ کہاں گیا" کی تردید کرنے کے لئے وہ حضرت مسیح ناصری کی زلزلوں والی پیشگوئی جسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے غیر معمولی قرار نہیں دیا۔ پیش کرتے ہیں۔ درآں حالیکہ اس پیشگوئی میں جو "آہ نادر شاہ کہاں گیا" کے الفاظ میں بیان کی گئی کسی زلزلہ آنے کا ذکر نہیں۔ کیا مولوی صاحب کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ "آہ نادر شاہ کہاں گیا" میں زلزلہ آنے کا ذکر نہیں۔ آسمان سے صاعقہ گرنے کا بیان نہیں۔ زمین کے پھٹ جانے یا اس کے تہ وبالا ہو جانے کی پیشگوئی نہیں۔ بلکہ ایک معمولی شخصیت کے بادشاہ بننے اور پھر اس کی اچانک حادثہ سے افسوسناک موت واقع ہونے کا بیان ہے۔ پس جب یہ پیشگوئی زلزلہ سے تعلق ہی نہیں۔ تو یہ کہنا کس قدر قوت استدلال کے فقدان کا ثبوت ہے۔ کہ "مرزا صاحب نے حضرت مسیح کی ایسی بلکہ اس سے بھی واضح تر پیشگوئیوں کی ہنسی اڑائی ہوئی ہے۔ حضرت مسیح نے فرمایا تھا زلزلے آئیں گے۔ اس پر لکھتے ہیں۔ یہ بھی کوئی پیشگوئی ہے"۔

کیا حضرت مسیح ناصری نے کوئی ایسی پیشگوئی کی

سوال یہ ہے۔ کہ مولوی صاحب نے یہ جو لکھا ہے۔ کہ مرزا صاحب نے حضرت مسیح کی "ایسی بلکہ اس سے بھی واضح تر پیشگوئیوں کی ہنسی اڑائی ہوئی ہے۔" کیا وہ اس کا ثبوت انجیل سے دینے کے لئے تیار ہیں۔ اور کیا وہ حضرت مسیح کی اس سے واضح تر پیشگوئی چھوڑ کسی "ایسی" ہی پیشگوئی کا ذکر اناجیل سے پیش کر سکتے ہیں جس میں اس قدر عظیم الشان امور کی خبریں کسی ملک کے متعلق دی گئی ہوں اگر نہیں پیش کر سکتے۔ تو پھر خود ہی غور کریں۔ کہ ان کا یہ لکھنا کتنا شرمناک بہتان ہے۔ کہ حضرت مسیح کی "ایسی" پیشگوئیوں پر حضرت مسیح موعود نے ہنسی اڑائی۔

پس مولوی ثناء اللہ صاحب کا مسیح ناصری کی زلزلوں والی پیشگوئی کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی "آہ نادر شاہ کہاں گیا" والی پیشگوئی پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے۔

حضرت مسیح موعود کی فیصلہ کن تحریر

مولوی صاحب کا ہمیشہ دعوےٰ رہا ہے۔ کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب پر جماعت احمدیہ کے افراد سے زیادہ عبور رکھتے ہیں۔ اور اگرچہ انہوں نے جب بھی یہ دعوےٰ کیا۔ مونہہ کی کھائی۔ مگر وہ اس سے باز نہیں آتے۔ اس موقع پر بھی ان کی ہمہ دانی کا دعوےٰ بے حقیقت نظر آتا ہے۔ یا پھر انہوں نے دیدہ دانستہ دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے۔ کیونکہ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی واضح تشریح کے ہوتے ہوئے یہ لکھا۔ کہ "مرزا صاحب نے حضرت مسیح کی ایسی بلکہ اس سے بھی واضح تر پیشگوئیوں کی ہنسی اڑائی ہوئی ہے" ہم یہاں وہ تحریر درج کئے دیتے ہیں۔ تا معلوم ہو جائے۔ کہ مولوی صاحب نے جو نتیجہ اخذ کیا ہے۔ وہ بالکل غلط ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تحریر فرماتے ہیں:-

"ہر ایک چیز کی عظمت یا عدم عظمت اس کی مقدار اور کیفیت سے اور نیز اس کے حالات خاصہ یا معمولی حالات سے ظاہر ہوتی ہے۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے جس ملک میں طاعون اور زلزلوں کی خبر دی تھی۔ وہ ملک ایسا ہے۔ کہ اکثر اس میں طاعون کا دورہ رہتا ہے۔ اور کشمیر کی طرح اس میں زلزلے بھی آتے رہتے ہیں۔ اور قحط بھی پڑتے رہتے ہیں۔ اور لڑائیوں کا سلسلہ بھی جاری رہتا ہے۔ اور حضرت مسیح کی پیشگوئی میں نہ کسی خارق عادت زلزلہ کا ذکر ہے۔ اور نہ کسی خارق عادت مری یا طاعون کا۔ اس صورت میں کوئی عقلمند ایسی پیشگوئیوں کو عزت اور وقعت کی نظر سے نہیں دیکھ سکتا۔"

پھر فرماتے ہیں۔ "یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ حضرت مسیح کی پیشگوئیوں میں جو انجیلوں میں پائی جاتی ہیں۔ صرف معمولی اور نرم لفظ ہیں۔ کسی شدید اور ہیبت ناک زلزلہ یا ہیبت ناک طاعون کا ان میں ذکر نہیں ہے۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵۹)

کوئی سمجھ وعقل رکھنے والا انسان ان الفاظ سے یہ نتیجہ نہیں نکال سکتا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت مسیح ناصری کی پیشگوئیوں کی ہنسی اڑائی ہے۔ آپ نے اظہار حقیقت کے طور پر صرف یہ تحریر فرمایا ہے۔ کہ ان میں شدید اور ہیبت ناک امور کا ذکر نہیں۔ اور ان میں کوئی غیر معمولی بات نہیں پائی جاتی۔ اور جب یہ حقیقت ثابتہ ہے۔ جیسا کہ اناجیل سے ظاہر ہے۔ تو اس کے متعلق یہ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ آپ نے حضرت مسیح کی پیشگوئیوں کی ہنسی اڑائی ہے۔

عظیم الشان پیشگوئیاں

اس کے مقابلہ میں اپنی پیشگوئیوں کے متعلق تحریر فرماتے ہیں "جس ملک کے لئے میں نے طاعون کی خبر دی۔ اور شدید زلزلوں سے اطلاع دی ہے۔ وہ اس ملک کی حالت کے لحاظ سے درحقیقت عظیم الشان پیشگوئیاں ہیں۔ کیونکہ اگر اس ملک کے صدہا سال کی تاریخ دیکھی جائے۔ تب بھی ثابت نہیں ہوتا۔ کہ کبھی اس ملک میں طاعون پڑی ہے۔ چہ جائیکہ ایسی طاعون جس نے تھوڑے ہی عرصہ میں لاکھوں انسانوں کو ہلاک کر دیا۔ ۔ ۔ ۔

۔ ۔ ۔ ۔ رہا زلزلہ وہ بھی میری طرف سے کوئی معمولی پیشگوئی نہیں تھی۔ بلکہ پیشگوئی میں یہ الفاظ تھے۔ کہ ایک حصہ ملک کا اس سے تباہ ہو جائے گا۔ جیسا کہ ظاہر ہے۔ کہ وہ تباہی جو اس زلزلہ سے کانگڑہ اور بھاگسو خاص جوالا مکھی پر آئی۔ دو ہزار برس تک اس کی نظیر نہیں ملتی۔ کہ کبھی زلزلہ سے ایسا نقصان ہوا"۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۰)

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئیاں چونکہ غیر معمولی اور مہتم بالشان ہیں۔ اور ایسے ملک کے لئے ہیں جس پر اس قسم کے حوادث ایک لمبے عرصہ سے نہیں آتے تھے۔ اس لئے ان کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ اور "آہ نادر شاہ کہاں گیا" والی پیشگوئی تو ایسے نادر اور عجیب وغریب حقائق کی حامل ہے۔ جس کی نظیر مسیح ناصری کی کسی پیشگوئی میں نہیں مل سکتی۔

الہام کے دو پہلو

مولوی ثناء اللہ صاحب کو یہ بھی شکوہ ہے۔ کہ "خلیفہ قادیان نے اس الہام کو پہلے بچہ سقہ کے واقعہ پر لگایا۔ پھر نادر خاں مرحوم کے انتقال پر چسپاں کیا"

لیکن ان کا یہ شکوہ بھی عبث ہے۔ کیونکہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے اپنے معرکۃ الآراء مضمون میں اس اعتراض کا جواب پہلے سے رقم فرما دیا ہے۔

مولوی صاحب نے چونکہ چشم بصیرت نہ رکھتے ہوئے یہ اعتراض کرتے وقت اپنی بصارتِ ظاہری سے بھی کام نہیں لیا اس لئے انہیں وہ جواب نظر نہیں آیا۔ اب خصوصیت کے ساتھ ان کی توجہ اس کی طرف دلائی جاتی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں۔

"ممکن ہے۔ کہ بعض دشمن یہ اعتراض کریں۔ کہ جب نادر شاہ صاحب خوست پر حملہ کر رہے تھے۔ اس وقت کہا جاتا تھا۔ کہ "آہ نادر شاہ کہاں گیا" سے یہ مراد ہے کہ اس فساد کو دور کرنے کے لئے نادر شاہ کی ضرورت لوگوں نے محسوس کی ہے۔ اور اب ان کی وفات پر اسے چسپاں کیا جاتا ہے۔ سو واضح رہے۔ کہ یہ الہام دونوں دفعہ پورا ہوا ہے۔ اس وقت بھی کہ جب امان اللہ خاں کے بھاگنے کے موقع پر لوگوں کو جرنیل نادر خاں کی ضرورت محسوس ہوئی تھی۔ اور اب بھی کہ اللہ تعالےٰ کی مشیت کے ماتحت وہ ایک بیوقوف نوجوان کے ہاتھوں مارے گئے ہیں۔ اور یہ اب کا خیال نہیں۔ بلکہ جماعت احمدیہ میں یہ خیال اسی وقت سے پیدا ہے جب خوست کے میدان میں اللہ تعالےٰ نے نادر شاہ صاحب کو فتح دی چنانچہ اسی وقت میرے کہنے کے مطابق اس پیشگوئی پر ایک مضمون مولوی شیر علی صاحب نے لکھا تھا جو ۳ جنوری سنہ ۱۹۳۰ء کے "الفضل" میں شائع ہو چکا ہے۔ اس میں اس امر کا اظہار کرنے کے بعد کہ یہ پیشگوئی امان اللہ خاں کے شکست کھانے سے اور لوگوں میں جرنیل نادر خاں کی واپسی کی خواہش سے اور نادر خاں کے نادر شاہ بن جانے سے پوری ہو گئی۔ مولوی صاحب نے تحریر کیا تھا۔ کہ اس پیشگوئی کے دو مفہوم ہیں۔ ایک تو وہ جو بغاوتِ افغانستان کے وقت نادر خاں کے باہر ہونے اور لوگوں میں ان کے بلانے کی خواہش پیدا ہونے اور پھر ان کے ملک میں واپس آ کر فتح پانے اور بادشاہ ہو جانے سے پورا ہوا۔ اور ایک دوسرا مفہوم ہے۔ اس دوسرے مفہوم کے متعلق وہ لکھتے ہیں۔

"دوسرے مفہوم میں ایک ایسا خیال جھلک رہا ہے۔ کہ موسوم کو کوئی خطرناک مصیبت پیش آئیگی۔ اور اس کے نقصان پر بہت رنج و غم محسوس کیا جائے گا"

(الفضل ۳ جنوری سنہ ۱۹۳۰ء صلا کالم اول)

اس تحریر سے ظاہر ہے۔ کہ احمدی جماعت شروع سے اس امر کی قائل تھی۔ کہ اس پیشگوئی کے دو پہلو ہیں۔ اور غالب ہے۔ کہ وہ دونوں پہلو ہی پورے ہوں۔ کیونکہ سنت اللہ یہ بھی ہے۔ کہ بعض دفعہ الہام کے کئی پہلو ہوتے ہیں۔ اور وہ سب پورے ہو جاتے ہیں"

پس مولوی صاحب کا یہ اعتراض کہ اس پیشگوئی کو دو مفہوموں پر چسپاں کیا گیا۔ کوئی معقولیت نہیں رکھتا۔ کیونکہ درحقیقت اس الہام کے دو مفہوم تھے۔ ایک مفہوم اس وقت پورا ہوا۔ جبکہ جرنیل نادر خاں نہایت غیر معمولی حالات میں تختِ افغانستان پر متمکن ہو کر نادر شاہ بنے۔ اور دوسرا مفہوم جس میں ایک خطرناک مصیبت نازل ہونے کی خبر مخفی تھی۔ اس وقت پورا ہوا جبکہ نادر شاہ ایک بیوقوف نوجوان کے ہاتھوں قتل ہوئے۔ اور اس حادثہ پر نہ صرف افغانستان میں بلکہ ہندوستان میں بھی بے حد غم و افسوس کا اظہار کیا گیا۔

پس جبکہ یہ الہام دو خبروں کا حامل تھا۔ اور جبکہ دونو خبریں پوری ہو گئیں۔ یہ اعتراض کرنا کس طرح صحیح سمجھا جا سکتا ہے۔ کہ کیوں دو مختلف مواقع پر اسے چسپاں کیا گیا۔

بچہ سقہ کے ساتھی اور اصحاب بدر

مولوی ثناء اللہ صاحب کا یہ بھی اعتراض ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے غضب تو یہ کیا۔ کہ "بچہ سقہ ڈاکو اور اس کے تین سو ساتھیوں کو محض امان اللہ خاں امیر کابل کی عداوت میں اصحابِ بدر کی مانند قرار دیا" حالانکہ یہ بالکل جھوٹ ہے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے اپنے مضمون میں کہیں بھی بچہ سقہ اور اس کے ساتھیوں کو اصحاب بدر کی مانند "قرار نہیں دیا۔ بلکہ انہیں کنکروں کی طرح ناکارہ قرار دیا ہے۔ اور صاف طور پر لکھا ہے۔ کہ اس الہام میں اسلامی لشکر کا ذکر نہیں۔ بلکہ صرف کنکر پھینکنے کا ذکر ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔

"چونکہ اس الہام میں اسلامی لشکر کا ذکر نہیں۔ بلکہ صرف کنکر پھینکنے کا ذکر ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ افغانستان پر یہ تباہی کسی احمدی لشکر کے ذریعہ سے نہیں آئیگی۔ بلکہ اللہ تعالےٰ یہ کام ایسے لوگوں سے لے گا۔ جو کنکروں کی طرح ہوں گے۔ یعنی ان کی ذات میں کوئی خوبی نہ ہوگی۔ بلکہ وہ صرف خدا تعالےٰ کا نشان پورا کرنے کے لئے ایک آلہ بنائے جائیں گے۔ اور باوجود اس کے کہ وہ حقیر ہوں گے۔ پھر بھی اللہ تعالےٰ ان کے ذریعہ سے جنگِ بدر جیسا نشان دکھائیگا۔ یعنی وہ بالکل تھوڑے ہوں گے۔ اور بے سامان ہوں گے۔ اور دشمن زیادہ ہوگا۔ اور باسامان ہوگا۔ لیکن پھر بھی وہ حقیر اور ذلیل کنکر ایک نبی کی دعا کے ماتحت حکومت اور اس کے اراکین کو پاش پاش کر دینگے"

پھر فرماتے ہیں

"کنکروں کا اس طرح قلعوں کی دیواروں کو توڑ دینا آندھی کے جھونکوں کا توپوں کے گولوں کے رُخ پھرا دینا کوئی معمولی نشان نہیں۔ بلکہ ایک ایسا زبردست نشان ہے کہ ہر صحیح الفطرت انسان کے سمجھنے کے لئے کافی ہے"

پھر لکھتے ہیں:۔

"بچہ سقہ میں تدبیر ملکی کی لیاقت نہ تھی۔ اور اس کی طبیعت میں خشونت اور سختی بھی تھی۔ اور اس کے نائب کنکروں کی طرح صرف چبھنا ہی جانتے تھے۔ ملک کے لئے خیر کا کام کرنا ان کی طاقت سے بالا تھا"

ان حوالجات سے یہ امر روزِ روشن کی طرح واضح ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے بچہ سقہ اور اس کے ساتھیوں کو کنکروں کی طرح قرار دیا ہے۔ اور لکھا ہے کہ ان کی ذات میں کوئی خوبی نہ تھی۔ وہ حقیر اور ذلیل تھے۔ نہ تدبیر ملکی کی لیاقت رکھتے۔ اور نہ طبیعت میں نرمی اور محبت بلکہ صرف کنکروں کی طرح چبھنا ہی جانتے تھے۔ ملک کے لئے خیر کا کام کرنا ان کی طاقت سے بالا تھا۔

ان حالات میں مولوی ثناء اللہ صاحب کا یہ کہنا کہ "بچہ سقہ ڈاکو اور اس کے تین سو ساتھیوں کو محض امان اللہ خاں امیر کابل کی عداوت میں اصحاب بدر کی مانند قرار دیا گیا" سخت بیہودگی ہے۔

جنگ بدر سے مشابہت

اس میں شبہ نہیں کہ اس نشان کو جنگ بدر سے ایک مشابہت حاصل ہے۔ مگر وہ اس امر میں نہیں کہ بچہ سقہ اور اس کے ساتھی اصحاب بدر کی مانند تھے۔ بلکہ بالفاظ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اس امر میں کہ "بچہ سقہ کو ایک جماعت کے ساتھ جو تعداد میں اصحاب بدر کے مطابق تھی۔ یعنی کل تین سو سپاہی تھے۔ امان اللہ خاں کے مقابلہ کے لئے کھڑا کر دیا"

گویا مشابہت صرف تعداد میں ہے نہ کہ نیکی تقویٰ اور پاکیزگی میں

اگر مولوی ثناء اللہ صاحب کے نزدیک بچہ سقہ اور اس کے ساتھیوں کے ذریعہ سرزمین کابل میں جو ایک عظیم الشان نشان ظاہر ہوا اُسے کسی رنگ میں بھی اصحاب بدر سے مشابہت دینا جائز نہیں۔ اور اس سے نعوذ باللہ رسول کریمؐ کے مقدس صحابہ کی توہین ہوتی ہے۔ تو وہ اپنے متعلق کیا کہینگے۔ جبکہ انہوں نے نادر شاہ کے واقعہ قتل پر اظہار خیالات کرتے ہوئے لکھا۔ کہ

"اسلام کی تاریخ میں یہ قتل اپنی نوعیت میں پہلا نہیں۔ بلکہ سب سے پہلے فاروق اعظم خلیفہ دوم قتل ہوئے تھے۔ اس کے بعد خلیفہ سوم اس کے بعد خلیفہ چہارم" اہلحدیث ۱۷ نومبر سنہ ۱۹۳۳ء

ہر شخص جانتا ہے کہ نادر شاہ محض دنیاوی بادشاہ تھے۔ مگر

جھنگ شہر میں اہلحدیثوں سے کامیاب مناظرہ

انجمن اہلحدیث جھنگ شہر مدت سے جماعت احمدیہ کے خلاف ہر ممکن طریق سے زہر اگلتی چلی آرہی ہے۔ گذشتہ سال ان کے سالانہ جلسہ میں مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی نے ہمارے مولوی محمد سلیم صاحب کے مقابلہ میں بحث کی تاب نہ لاکر میدان مناظرہ میں حفظِ امن وغیرہ کی حیلہ سازیوں سے جس طرح فرار اختیار کیا تھا۔ اس ذلت اور خفت کو مٹانے کے لئے اس سال اہلحدیثوں نے مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کو خاص طور پر دعوت دے کر ان کا لیکچر "مشن قادیانی اور آخری فیصلہ" مقرر کرایا۔ چال یہ تھی۔ کہ علیٰ برسرِ اجلاس چیلنج دیں گے۔ اور جب ان کا کوئی آدمی مقابل پر موجود نہ ہوگا۔ تو احمدیہ جماعت کی شکست کا غوغا بلند کر کے پچھلی سیاہی کو دھو سکیں گے۔ مگر ان کی قسمت میں مزید ناکامی اور ذلت لکھی تھی۔ جماعت احمدیہ جھنگ نے حفظ ما تقدم کے طور پر مبلغ طلب کیا ہوا تھا۔ اور ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ نے نہایت مہربانی فرما کر شیخ مبارک احمد صاحب مولوی فاضل کو یہاں بھیج دیا۔

۳۰-۳۱ اور یکم اپریل اہلحدیثوں کے جلسہ کی تاریخیں تھیں پہلے دو۲ دن ان کے علماء نے اس خیال پر کہ احمدی عالم کوئی موجود نہیں۔ خوب بڑھ بڑھ کر باتیں کیں۔ اور بار بار کہا۔ کہ کوئی سامنے آئے۔ دوسرے دن یعنے ۳۱ کی شام کو ہماری تحریری چٹھی مطالبہ وقت کے لئے جب ان کو پہنچی۔ تو انہوں نے چٹھی لینے سے انکار کر دیا۔ اور زبانی کہہ دیا۔ کہ اگر سوال و جواب کر سکتے ہیں۔ ۹ بجے ہماری جماعت ان کے جلسہ گاہ میں جا پہنچی۔ اور دس بجے مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے اپنا مضمون "آخری فیصلہ" بیان کرتے ہوئے بے سود یہ ثابت کرنے کی کوشش کی۔ کہ یہ دعا یکطرفہ تھی۔ اس کے بعد پانچ پانچ منٹ کے سوال و جواب شروع ہوئے۔ مولوی مبارک احمد صاحب مبلغ نے ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء کے اہلحدیث سے حسب ذیل باتیں سنائیں۔

(۱) اس دعا کی منظوری مجھ سے نہیں لی (۲) میری منظوری سے اور بطور الہام کے شائع نہیں کیا۔ (۳) یہ دعا فیصلہ کن نہیں ہو سکتی (۴) یہ تحریر مجھے منظور نہیں۔ اور نہ کوئی دانا اسے منظور کر سکتا ہے۔ (۵) کرشن قادیانی نے ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء کو میرے ساتھ مباہلہ کا اشتہار شائع کیا۔ یہ سنکر مجمع پر سناٹا چھا گیا۔ اور مولوی صاحب مبہوت رہ گئے۔ چنانچہ جواب میں پانچ منٹ کی بجائے دو منٹ میں یہ کہکر بیٹھ گئے۔ کہ حقیقۃ الوحی کے بھیجنے کے بدوں اس کو دعائے مباہلہ کیونکر قرار دیا جا سکتا ہے۔ اس کے جواب میں ہمارے مبلغ نے ثناء اللہ صاحب کا وہ چیلنج کہ "مرزائیو ہمت ہے تو میدان میں آؤ۔ اور اپنے گرو کو ساتھ لاؤ۔ وہی میدانِ مباہلہ امرتسر کی عیدگاہ موجود ہے" ..... پیش کر کے ثابت کیا۔ کہ اتمام حجت کی غرض جو بذریعہ حقیقۃ الوحی مقصود تھی۔ وہ ثناء اللہ صاحب نے اپنے چیلنج سے خود پوری کر دی۔ غرض مولوی ثناء اللہ صاحب سے کچھ بن نہ آیا۔ اور ہمارے مبلغ نے وضاحت سے بدلائل ثابت کر کے دکھا دیا۔ کہ یہ دعائے مباہلہ تھی۔ نہ کہ یکطرفہ۔ مولوی ثناء اللہ صاحب کی بےبسی کو دیکھ کر عبدالمجید صاحب سودھروی صدر جلسہ کھڑے ہو کر ان کی ترجمانی کرنے لگے۔ اس پر ہمارے مبلغ نے پوچھا کیا مولوی ثناء اللہ صاحب کی قوت گویائی سلب ہو چکی ہے۔ کہ آپکو مختار بنا کر کھڑا کیا۔ سودھروی کی اس حرکت سے پبلک پر اور بھی مولوی ثناء اللہ صاحب کی ناکامی واضح ہو گئی۔ آخر مولوی صاحب جھنجھلا کر پھر اٹھے۔ مگر چند بے تعلق اشعار پڑھ کر نملوجی حرکات کا مظاہرہ کیا۔ ہمارے مبلغ نے آخری طور پر للکارا۔ کہ اگر مولوی ثناء اللہ صاحب صادق ہیں۔ تو ثابت کریں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں اس دعا کو انہوں نے یکطرفہ لکھا۔ ملتانی صاحب کے چیلنج برائے اشاعت پرچہ اہلحدیث ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء کا جواب کیوں نہیں دیتے۔ ساتھ ہی کہا۔ کہ سو پرچہ میں خرید دوں گا۔ اس وقت مولوی صاحب کی حالت قابل دید تھی۔ فرمانے لگے۔ آپ بڑے چالاک ہیں۔ وہ پریس مر چکا۔ دوبارہ ڈیکلریشن داخل کروں۔ پھر چھپوا سکوں۔ ہمارے مبلغ نے کہا۔ کہ تمام اخراجات ڈیکلریشن وغیرہ میں ادا کرنے کو تیار ہوں۔ اگر اب بھی آپ چھپوانے کو تیار نہ ہوں۔ تو صاف ظاہر ہے۔ کہ اس میں کوئی راز ہے۔ جس کی پردہ دری کا آپ کو خوف ہے۔ اس پر ایسے خاموش ہوئے۔ کہ پھر نہ بولے ہمارے مبلغ نے مولوی ثناء اللہ صاحب کا اپنا اصول اور اقرار پیش کر کے ثابت کر دیا۔ کہ وہ اپنے مسلمہ اصول کے موجب جھوٹے۔ دغاباز مفسد اور بدکاروں والی لمبی عمر پا رہا ہے۔ اور وہ مسیلمہ کذاب کی طرح صادق کی موت کے بعد زندہ ہے۔ حاضری ڈیڑھ ہزار کے قریب تھی۔ مولوی ثناء اللہ کی ایسی گت بنی۔ کہ اہلحدیثوں نے ان کی بجائے عبدالمجید سودھروی اور نور حسین گرجاکھی کو کھڑا کیا۔ اور معاً بعد دوسرا مناظرہ شروع ہو گیا۔ مضمون بھی انہوں نے خود صداقت مرزا رکھا۔ مولوی نور حسین گرجاکھی مناظر کھڑا ہوا۔ پہلی تقریر ہماری تھی۔ ہمارے مبلغ نے قرآن کریم سے صداقت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دلائل پیش کئے۔ گرجاکھی سے سوائے اس کے کچھ نہ بن آیا۔ کہ الہامات پر فرسودہ اعتراضات کرنے شروع کر دیئے۔ جن کے مسکت جواب ہمارے مبلغ نے دیئے۔

غرض اللہ تعالےٰ نے فتح عظیم عطا کی۔ اور دس بجے سے شروع ہو کر ایک بجے ہر دو مناظروں کا خاتمہ ہماری فتح اور اہلحدیث کی شکست پر ہوا۔ مجمع کے گروہ اور ٹولیاں منتشر ہوتے وقت آپس میں یوں کہتے سنے گئے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب نے تو لٹیا ہی ڈبو دی۔ نور حسین کا پھر کچھ تھوڑا بہت پردہ رہ گیا

جنرل سکرٹری انجمن احمدیہ جھنگ

پراونشل انجمن احمدیہ بہار کا سالانہ جلسہ

بہار پراونشل انجمن احمدیہ کا سالانہ جلسہ ۳۰ مارچ تا یکم اپریل ۳۲ء مسجد احمدیہ بھاگلپور میں منعقد ہوا۔ صوبہ کی مختلف جماعتوں کے نمائندوں نے شرکت کی۔ اگرچہ افسوس ہے۔ کہ بعض نمائندگان باوجود بار بار لکھنے کے تشریف نہ لا سکے۔

۳۰ مارچ کو بعد نماز جمعہ زیر صدارت مولانا غلام احمد صاحب مجاہد اجلاس منعقد ہوا۔ تلاوت و نظم کے بعد حضرت مولانا عبدالماجد صاحب نے تقریر فرمائی۔ اور جماعت کو بہت سی مفید نصائح کیں۔ اس کے بعد جناب صدر نے تقریر فرمائی۔ اور لمبی دعا کے بعد تین سب کمیٹیاں مقرر ہوئیں۔ اور ان کی کارروائیوں کے لئے اجلاس برخاست ہوا۔

۳۱ مارچ کو صبح آٹھ بجے پہلا اجلاس منعقد ہوا۔ سب کمیٹیوں کی رپورٹیں پیش ہو کر متعدد تجاویز پاس ہوئیں۔ یہ اجلاس ساڑھے گیارہ بجے برخاست ہوا۔ دوسرا اجلاس اڑھائی بجے سے شروع ہوا۔ اور ساڑھے پانچ بجے ختم ہوا۔ ہر دو۲ اجلاس میں صوبہ کے مختلف حصوں میں تبلیغ کے ذرائع پر غور کیا گیا اور ایک مستقل لائحہ عمل تیار کیا گیا۔ اسی طرح مختلف شعبوں کے عہدیداران کا انتخاب عمل میں آیا۔ سارے صوبہ کو پانچ حلقوں میں تقسیم کر کے ہر حلقہ میں ہر سکرٹری کو ایک ایک نائب سکرٹری دیا گیا۔ تاکام میں سہولت ہو۔

یکم اپریل کو ساڑھے آٹھ بجے صبح سے اجلاس شروع ہوا۔ حضرت مولانا عبدالماجد صاحب و مولانا مجاہد صاحب نے نہایت پُر معارف تقریریں کیں۔ جن میں تبلیغی رنگ بھی تھا۔ کئی غیر احمدی اصحاب بھی شریک ہوئے۔ اور اچھا اثر لے کر گئے۔ تقریباً گیارہ بجے جلسہ بعد دُعا کے برخاست ہوا۔

خاکسار

عبدالباقی۔ جنرل سکرٹری

پونچھ میں احمدیت کی کامیابی

عرصہ ڈیڑھ سال سے مسلمانوں کے کل فرقے متحد ہو کر احمدیت کی مخالفت کر رہے ہیں۔ گھر گھر احمدیت کا چرچا ہو رہا ہے کہیں حیات مسیح ناصری کی دلیلیں پیش ہو رہی ہیں۔ کہیں حضرت مرزا صاحب کی پیشگوئیوں پر اعتراضات کئے جا رہے ہیں۔ کہیں بائیکاٹ کی تحریک گردش لگا رہی ہے۔ اور کہیں اس مخالفت کی آڑ میں نوزائیدہ انجمنیں اپنے خستہ تن مبلغین کے ذریعہ اجناس اکٹھی کرا رہی ہیں۔ القصہ اس قدر شدید مخالفت ہو رہی ہے۔ مگر اللہ تعالےٰ اپنی نمایاں نصرت فرما رہا ہے اور احمدیت کو ہر میدان میں کامیاب بنا رہا ہے۔

حال ہی میں موضع کنوئیاں (جو شہر پونچھ کے بالکل ہی متصل واقعہ ہے) میں غیر احمدیوں نے ہر جمعہ کے دن احمدیت کے خلاف زہر اگلنا شروع کر رکھا تھا۔ دبی زبان سے بائیکاٹ کی بھی تحریک شروع کر رکھی تھی۔ وہاں پر جماعت احمدیہ کے صرف چند احباب تھے۔ جو نہایت ہی تکلیف میں تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسی نصرت فرمائی۔ کہ سب دنگ رہ گئے۔ میاں عباس علی خان صاحب جو موضع کنوئیاں کے سب سے زیادہ ذی عزت اور نمبردار دیہہ ہیں۔ غیر احمدیوں کی بیہودہ گوئی اور احمدیت کے ٹھوس دلائل کا موازنہ کر کے مولوی محمد حسین صاحب احمدی مبلغ کی تبلیغ سے ۲۶ مارچ ۱۹۳۴ء بروز عید اضحیٰ احمدیت میں داخل ہو گئے۔ انہیں اب اشاعت احمدیت کی خدا کے فضل و کرم سے اس قدر تڑپ ہے۔ کہ دن رات وہاں کی جماعت کی تنظیم کے خیال میں مستغرق رہتے ہیں۔ اُسی گاؤں میں جہاں بائیکاٹ کا اعلان ہوا کرتا تھا۔ اب اللہ تعالےٰ کے فضل کے ماتحت احمدیوں اور غیر احمدیوں کے بچے جناب مولوی صاحب سے قاعدہ یسرنا القرآن پڑھ رہے ہیں۔ اور ہر بالغ احمدی ممبر قرآن کریم کے درس میں حصہ لے رہا ہے۔

پونچھ کے علاقہ میں اب ہمیں اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے عملی طور پر معلوم ہو رہا ہے۔ کہ جتنی زیادہ مخالفت ہو گی۔ اتنے ہی اللہ تعالےٰ نمایاں نشانات ظاہر کرے گا۔ ناظرین الفضل سے استدعا ہے۔ کہ یہاں کی جماعت کی توسیع کے لئے خاص طور پر دعا فرمائیں۔

خاکسار:۔ نواب علی خان سیکرٹری

ریڑھ کی ہڈی کا بخار

حال میں پنجاب کے بعض اداروں اور نیز لاہور اور صوبہ کے بعض دوسرے شہروں کی سول آبادی سے ریڑھ کی ہڈی کے بخار کی وارداتوں کی اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔ ریڑھ کی ہڈی کا بخار ایک متعدی بیماری ہے۔ جو ایک ایسے جرم سے پیدا ہوتی ہے جس سے دماغ کی جھلیوں اور ریڑھ کی ہڈی میں سوزش پیدا ہو جاتی ہے۔

جراثیم ناک کے ذریعہ جسم میں داخل ہوتے ہیں۔ یہ بیماری عام طور پر ان لوگوں کے ذریعہ پھیلتی ہے۔ جن میں بظاہر مرض کے علامات نہیں پائے جاتے۔ لیکن جن کے حلق میں جراثیم ہوتے ہیں۔ جو ان لوگوں کے جسم میں داخل ہو جاتے ہیں۔ جو ان کے ساتھ کام کرتے ہیں۔ یا جو ان کے قریب تے ہیں۔ لہٰذا یہ بیماری ایک دوسرے کے بہت زیادہ پاس رہنے اور ایک ہی جگہ بہت زیادہ اشخاص کے اکٹھے ہونے سے پیدا ہوتی ہے۔

چھوت لگنے اور بیماری کی ابتدائی علامات نمودار ہونے کا درمیانی عرصہ دو سے دس دن تک اور بالعموم چار یا پانچ دن ہوتا ہے۔ ابتدائی علامات عام طور پر حسب ذیل ہوتی ہیں سخت درد سر۔ قے۔ درجہ حرارت ۱۰۱ سے ۱۰۴ تک پہنچ جاتا ہے۔ ایک اہم علامت یہ ہے کہ گردن تکلیف دہ طور پر اکڑ جاتی ہے۔ بعض صورتوں میں پیٹھ بھی اکڑ جاتی ہے۔ اس کے بعد بیہوشی طاری ہو جاتی ہے! در مریض بخار میں بڑبڑانے لگتا ہے۔ بچوں میں عام طور پر تشنج پیدا ہو جاتا ہے۔ یہ بیماری اکثر اوقات مہلک ہوتی ہے۔ اور تاوقتیکہ باقاعدہ طور پر علاج نہ کیا جائے مریضوں کی بیشتر تعداد فوت ہو جاتی ہے۔

۱۔ جب ریڑھ کی ہڈی کے بخار کا شبہ ہو فوراً ڈاکٹر بلاؤ۔

۲۔ واردات کی اطلاع فوراً افسران صحت کو دینی چاہئیے۔

۳۔ مریض کو علیحدہ رکھو۔ اس کے تمام برتن الگ ہوں۔ اور اس کی ناک اور حلق سے جو رطوبت خارج ہو اسے کاربالک یا فینائل کے لوشن میں رکھنا چاہئیے۔ ۴۔ بیماری کے اختتام پر کمرے اور سامان کو وبائی اثرات سے پاک و صاف کرنے کا انتظام کرنا چاہئیے۔ ۵۔ وبا کے دوران میں ایسے مقامات پر نہیں جانا چاہئیے۔ جہاں بہت زیادہ بھیڑ بھڑکا ہو مثلاً سینما۔ تھیٹر۔ ریسٹورنٹ وغیرہ۔ علیحدہ علیحدہ پلنگوں پر سونا چاہئیے جن کے درمیان کم از کم تین فٹ کا فاصلہ ہو۔ دزرات کھڑکیاں کھلی رکھو۔ اور جہاں تک ممکن ہو تازہ ہوا آنے دو۔ پینے کے برتن مختلف ہونے چاہئیں۔ ہر شخص کو کھانسنے اور چھینکنے کے وقت رومال استعمال کرنا چاہئیے۔ اور دوسروں کے منہ کے قریب ایسا نہیں کرنا چاہئیے۔ وبا کے دوران میں گرم پانی کے ایک چھوٹے گلاس میں پوٹاسیم پرمنگنیٹ ڈال کر ناک صاف کرنی چاہئیے۔ اور غرارے بھی کرنے چاہئیں۔ (محکمہ اطلاعات پنجاب)

وصیتیں!

۴۴۳۵ منکہ عطاء اللہ ولد خواجے خان قوم راجپوت پیشہ زراعت سکنہ کاٹھ گڑھ تحصیل گڑھشنکر ضلع ہوشیارپور عمر ۴۰ سال بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۷ دسمبر ۱۹۲۵ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت حسب ذیل جائداد ہے۔ ایک گھماؤں تین کنال اراضی ہے۔ جس کی قیمت ۲۰۰ روپیہ ہے۔ لیکن میرا گذارہ اس جائداد پر نہیں ہے۔ بلکہ ماہوار آمد پر بھی ہے۔ جو کہ اس وقت مبلغ آٹھ روپے ماہوار ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جس میں زراعت بھی شامل ہو گی کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان ماہوار ادا کرتا رہوں گا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں کہ میری جائداد جو بوقت وفات ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ اس جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ وصیت کی مد میں کردوں۔ تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائے گا۔ العبد۔ عطاء اللہ ولد خواجے خان۔ موصی بقلم خود گواہ شد۔ سید محمد علی شاہ انسپکٹر گواہ شد۔ عبد السلام بقلم خود امیر جماعت احمدیہ کاٹھ گڑھ۔

۴۴۱۷ منکہ فیض احمد ولد غلام محمد صاحب قوم کاہلوں جٹ پیشہ ملازمت عمر ۳۵ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۷ء سکنہ بھاگوال ڈاکخانہ خاص تحصیل و ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۲۶ فروری ۱۹۳۴ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اس وقت میری جائداد موازی بارہ کنال کا نصف حصہ موازی چھ کنال واقعہ موضع بھاگووال تحصیل سیالکوٹ ہے۔ تخمیناً اس وقت اس کی قیمت ۶۰۰ روپیہ ہے۔ مگر یہ زمین اس وقت ۲۵۰ روپیہ میں رہن ہے۔ اور کوئی جائداد میری غیر منقولہ نہیں ہے۔ مگر میرا گذارہ اراضی مذکور پر نہیں ہے۔ بلکہ پانچ روپے ماہوار تنخواہ پر ہے۔ میں اپنی غیر منقولہ جائداد جس میں اراضی مذکورہ بالا بھی شامل ہے۔ جو میری وفات کے وقت میری مملوکہ ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ہو گی۔ اور اپنی ماہوار آمد کے متعلق ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ المرقوم ۲۹/۳/۳۴ کاتب ماسٹر فضل الٰہی سکرٹری جماعت احمدیہ وزیر آباد بقلم خود العبد۔ حافظ فیض احمد خادم مسجد احمدیہ وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ متوطن ساکن بھاگووال ڈاکخانہ خاص تحصیل ضلع سیالکوٹ نشان انگوٹھا گواہ شد۔ چوہدری عزیز احمد وکیل وزیر آباد پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ

گواہ شد۔ میاں اللہ دتہ [illegible] ولد میاں [illegible] ساکن [illegible] دروازہ [illegible] مستری [illegible]

کٹ پیس کی عمدہ سے عمدہ چھوٹی بہت ہی مفید گانٹھیں

25/- روپیہ والی گانٹھ سے گھر بھر کے زنانہ مردانہ کپڑے باسانی بن سکتے ہیں

آپ خواہ خانگی ضرورت میں لاویں خواہ فروخت کر کے کافی فائدہ اٹھائیں ان گانٹھوں میں ہر صورت سے فائدہ ہی ہے۔ **نوٹ**:- آرڈر کے ہمراہ ⅓ قیمت پیشگی آنی نہایت ضروری ہے۔ کل قیمت پیشگی آنے پر پیکنگ رجسٹری، مزدوری خرچہ معاف، ہماری ایمن ہنیں ان گانٹھوں کو منگوا کر اپنے گھروں ہی فروخت کر کے کافی فائدہ حاصل کر سکتی ہیں۔ یہ گانٹھیں خاص اسی سبب سے تیار کی گئی ہیں تاکہ ہر ادنیٰ و اعلیٰ امیر و غریب معقول خاطر خواہ فائدہ حاصل کر سکے۔

نمبر ۱۔ مکس گانٹھ وزنی 20 پونڈ اس گانٹھ میں وائل چھینٹ لٹھا۔ پاپلین ظفر وغیرہ کے علاوہ چند اور قسم کا کٹ پیس ہو گا ٹکڑا ڈیڑھ سے 5 گز۔ قیمت 25/-

نمبر ۲۔ مکس گانٹھ وزنی 15 پونڈ اس گانٹھ میں نمبر (۱) کے مطابق ہو گا مگر کپڑا اعلیٰ نفیس۔ ٹکڑا 2 گز سے 8 گز تک ہو گا۔ قیمت 25/-

نمبر ۳۔ مکس گانٹھ فینسی وزنی 10 پونڈ اس گانٹھ میں وائل پرنٹیڈ فسٹ کوالٹی، وائٹ نگین، پاپلین فسٹ کوالٹی، ریشمی لیڈی سوٹنگ کلاتھ، جالی چھینٹ، ظفر، پاپلین وغیرہ وغیرہ ان کے علاوہ بھی اور کٹ پیس ہو گا۔ تمام ٹکڑے بڑے بڑے نہایت عمدہ خوشنما کارآمد، قابل استعمال میں۔ قیمت 25/-

نوٹ:- ہمارے ہاں سے ہر ایک قسم کی کٹ پیس کا تھوک نرخ منگوا کر خاطر خواہ فائدہ حاصل کیجئے۔ آپکا خیر طلب:-

منیجر دی فٹ کوٹ کمپنی ہول سیل کٹ پیس مرچنٹس رنچھوڑ لائین کراچی (سندھ)

انگریزی سیکھنے والو

دیکھئے مسٹر عبد الرشید سب اوورسیر فترائی (وزیرستان) کیا فرماتے ہیں "میری انگریزی بہت کمزور تھی لیکن جدید انگلش ٹیچر (رجسٹرڈ) کے پڑھنے سے اچھی طرح انگریزی سیکھ گیا ہوں" مسٹر محمد یعقوب فائر انجن ڈرائیور فائر بریگیڈ ریلوے لاہور ہیں نے پہلے کئی انگلش ٹیچر منگوائے مگر جدید انگلش ٹیچر نہایت ہی پسند آیا ہے۔ کیونکہ یہ واقعی بغیر استاد کے ایک لائق استاد کی طرح انگریزی سکھاتا ہے۔

قیمت صرف ہے علاوہ محصولڈاک۔ اگر بہت جلد اور نہایت آسانی سے انگریزی نہ سکھائے۔ تو کل قیمت واپس منگوالیں۔

قمر برادرز رجسٹرڈ (۹۱) شملہ

طب جدید کی حیرت انگیز ایجاد

وائٹل فورس پرلز

کتنا ہی گیا گذرا انسان یا جوانی میں بڑھاپا خریدنے والا

وائٹل فورس پرلز کے استعمال سے ازسر نو جوانی حاصل کر کے تندرست طاقتور بن سکتا ہے

وائٹل فورس پرلز کے استعمال سے سیروں دودھ کئی چھٹانک مکھن روزانہ ہضم کر کے سرخ و سفید نوجوان بنو۔

وائٹل فورس پرلز کی موجودگی میں تمام مقوی ٹانک ادویات بھول جاؤ۔

جدید طبی سائنس کا تازہ ترین عطیہ

معدہ کو طاقت ور بناتا ہے۔ دائمی قبض۔ کمی بھوک۔ کمی خون۔ ضعف جگر۔ یرقان ضعف قلب تمام پوشیدہ امراض کا واحد علاج ہے۔

وائٹل فورس پرلز کے ایک ۵۰ استعمال سے پندرہ پونڈ وزن بڑھتا ہے۔

ملنے کا پتہ:- **دواخانہ طبِ جدید میو روڈ۔ لاہور**

آنکھ ؟

جسم کا سب سے عزیز تر اور بیش قیمت حصہ ہے۔ اس لئے اس کی حفاظت سب سے زیادہ ضروری ہے۔ آنکھ کو تباہ کرنے والے اکثر ککرے ہوتے ہیں۔ یہ مرض آنکھ کے لئے ایسی ہی مہلک ہے جیسے آدمی کیلئے دق اور سل۔ رفتہ رفتہ آنکھ کو بالکل تباہ کر دیتے ہیں۔ اس کے مریض اور ڈاکٹر شاہد ہیں کہ یہ کیسی موذی مرض ہے پس اگر آپ اس سے نجات چاہتے ہیں۔ تو فوراً ہمارا **سرمہ نورانی** منگوا کر استعمال کریں۔ انشاء اللہ بہت جلد اس مرض کا قلع قمع کر دیگا۔ آزمائش ضرور کریں **سرمہ نورانی** نہ صرف ککروں کیلئے ہی مفید ہے۔ بلکہ یہ دیگر امراض چشم کیلئے بھی اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ اکثر امراض ککروں کے نتیجے میں ہی پیدا ہوتی ہیں۔ جیسے پانی بہنا۔ سرخی۔ کھجلی۔ دھند وغیرہ کو **سرمہ نورانی** کا روزانہ کا استعمال نظر کو صاف اور تیز کرتا ہے۔ **ایک زبردست شہادت**

مکرمی افتخار احمد صاحب رئیس دادرہ تحریر فرماتے ہیں: "سلام مسنون۔ عرصہ ہوا عصمت میں آپ کے سرمہ کی تعریف پڑھ چکا تھا کہ بعد تمام کوششوں کے اب اسکو بھی منگوا کر دیکھوں۔ اللہ کا شکر ہے۔ آپ کے سرمہ نے بہت ہی فائدہ کیا ہے! اشتہاری دنیا نے گراں قدر چیزوں کو بھی بے قدر کر دیا ہے۔ واقعی آپکا **سرمہ نورانی** پبلک کیلئے ایک بیش بہا نعمت ہے۔ اب آپکا **سرمہ نورانی** ختم ہو گیا ہے۔ مہربانی فرما کر ایک تولہ اور بذریعہ وی۔پی مرحمت فرمائیں مشکور ہوں گا۔ قیمت فی تولہ ۲ علاوہ پیکنگ و محصول ڈاک ۵ کے ٹکٹ بھیجکر نمونہ مفت طلب فرمائیں

کنارسی رونس مردوں اور عورتوں کی مخصوص بیماریوں کے دور کرنے اور ان کی طاقت کو بحال کرنے والی ایک حیرت انگیز ایجاد ہے! اس وقت تک جتنی انگریزی یا دیسی پیٹنٹ میڈیسن بازاروں میں فروخت ہو رہی ہیں ان سب سے کنارسی رونس اعلیٰ ہے۔ آزمائش کر کے دیکھ لیں۔ قیمت فی شیشی عہ علاوہ پیکنگ و محصولڈاک **دلکشا پرفیومری کمپنی قادیان**

الفضل

میں

اشتہار دینے سے

کامیابی یقینی ہے۔

افضل حاجی کی حیرت انگیز ایجاد

علاج اعراض زنانہ ... مثلاً لیکوریا ... بانجھ پن ...

...

قیمت فی شیشی ایک اونس ایک روپیہ ع۸

ملنے کا پتا: **شفاخانہ رفیق حیات قادیان پنجاب**

مشینری اور آلات زراعت

نئے اور ترقی یافتہ نمونوں کے مطابق ساختہ آہنی رہٹ۔ ہل۔ بیلنے۔ چکی یعنی خراس چارہ کترنے کی مشینیں۔ فلور ملز۔ چھڑائی کی مشینیں۔ قیمہ۔ بادام روغن۔ اور سیویاں بنانے کی بے نظیر مشینیں وغیرہ ارزاں ترین قیمتوں پر خریدنے کیلئے ہماری باتصویر فہرست مفت طلب فرمائیے۔ **ایم۔ اے۔ رشید اینڈ سنز انجنیرز بٹالہ۔ پنجاب**

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں!

گاندھی جی نے کانگرسیوں کو سول نافرمانی ترک کر دینے کا جو مشورہ دیا ہے۔ اس کے پیش نظر نئی دہلی سے ۱۱ اپریل کی اطلاع ہے۔ کہ اسمبلی میں یہ تحریک پیش کی جائیگی۔ کہ جب گاندھی جی نے سول نافرمانی واپس لے لی ہے۔ تو حکومت کو چاہیئے وہ اپنی پالیسی میں تبدیلی کر کے سردار پٹیل۔ خان عبدالغفار خاں اور دیگر سیاسی قیدیوں کو رہا کر دے اور کانگرسی ارکان کو موقع دے کہ وہ نئے آئین کے سلسلہ میں دلچسپی کا اظہار کر سکیں۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ وائسرائے ہند نے وزیر ہند کو تار بھیجا ہے۔ کہ موجودہ حالات میں آل انڈیا کانگرس کمیٹی کے اجلاس کے متعلق گورنمنٹ ہند کو کیا رویہ اختیار کرنا چاہیئے۔

گاندھی جی کے متعلق کہا جاتا ہے۔ کہ وہ ایک بار پھر برت رکھنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ جو معمولی نہیں ہوگا۔ بلکہ اس وقت تک جاری رہیگا جب تک کہ ان کی زندگی کا خاتمہ نہ ہو جائے

پٹنہ سے ۸ اپریل کی اطلاع ہے کہ دورۂ بہار ختم کرنے کے بعد گاندھی جی بہت جلد بمبئی جائیں گے۔ جہاں کانگرس کے سرکردہ لیڈروں کی ایک کانفرنس بلائی جائے گی اور اگر گورنمنٹ نے پابندیاں ہٹالیں تو اسمیں کانگرس کا اجلاس بلائے جانے کے معاملہ پر غور کیا جائے گا۔

زلزلہ بہار سے جو تباہی ہوئی۔ اس کے متعلق ۷ اپریل کو اخبار "ہندو" مدراس کے نامہ نگار سے ایک انٹرویو کے دوران میں گاندھی جی نے کہا کہ تباہی کا جو نقشہ ان کے ذہن میں تھا۔ اس سے کہیں زیادہ تباہی ہوئی ہے۔

استنبول۔ کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ بعض امریکن ماہرین معدنیات جو اناطولیہ کا دورہ کر رہے تھے۔ اور کانوں کا سراغ لگانے میں مصروف تھے۔ انہوں نے اناطولیہ کی نواح میں ایک بہت بڑی سونے کی کان دریافت کی ہے اور حکومت کو اس کی اطلاع دیدی ہے۔

نیپال کے شاہی خاندان کے جن افراد نے مہاراجہ صاحب کے خلاف سازش کی تھی۔ انہیں جلاوطن کیا گیا ہے

حکومتِ ترکی نے فیصلہ کیا ہے کہ غیر ملکی موٹروں کے سامان پر محصول بڑھا دیا جائے۔

بیت المقدس کا ایک پیغام مظہر ہے۔ کہ فلسطین کے انگریزی حکام نے عربوں اور عیسائیوں کو جرمن اخبارات کے مطالعہ کی ممانعت کر دی ہے۔

قاہرہ کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ حکومت نے جدید فرمانِ شاہی کے مطابق فیصلہ کیا ہے۔ کہ مکہ اور مصر کے درمیان ہوائی جہازوں کی آمد و رفت کا سلسلہ شروع کیا جائے۔ اس سلسلہ میں عنقریب ایک کمیٹی قائم کی جائے گی۔

جاپان کونسل میں خواتین کی طرف سے دو بل پیش کئے گئے ہیں۔ جن کے ذریعہ قحبہ خانوں اور زنان بازاری کو لائسنس دینے کے قانون کی منسوخی کا مطالبہ کیا گیا ہے۔

کھانڈ پر محصول عائد کرنے کا بل جو سلیکٹ کمیٹی کے سپرد تھا۔ اس کے متعلق نئی دہلی سے ۸ اپریل کی اطلاع ہے۔ کہ کمیٹی نے بکثرت آراء کے ساتھ گورنمنٹ کی مخالفت کے باوجود یہ فیصلہ کیا ہے۔ کہ کھانڈ کا محصول ۲ آنے سیر گھٹا کر ۱۶ آنے رہنے دیا جائے لیکن معلوم ہوا ہے کہ گورنمنٹ اس کوشش میں ہے کہ محصول ۲۰ آنہ ہی عائد کیا جائے۔ ہاں اگر ممبران چاہیں تو یہ محصول یکم اپریل سے وصول کرنے کی بجائے یکم اگست سے وصول کر لیا جائے۔

اٹاوہ پیکٹ کی کارگذگی پر غور کرنے کیلئے نئی دہلی سے ۸ اپریل کی اطلاع کے مطابق جو کمیٹی مقرر کی جائیگی۔ وہ صرف اسمبلی کے ممبران پر مشتمل ہوگی۔ اور اس میں دونوں ہوسوں کے نمائندے ہونگے۔ یہ رپورٹ اسمبلی کے جولائی کے اجلاس تک تیار ہو جائیگی۔

مسز سروجنی نائیڈو نے گاندھی جی کے اس اعلان پر جس کے رو سے تحریک عصیان مدنی کے التوا کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ تبصرہ کرتے ہوئے ۷ اپریل کو بمبئی میں بیان کیا۔ کہ ستیہ گرہ کا وہ طریق جو گاندھی جی چاہتے ہیں۔ صرف ان جیسے آدمی ہی اختیار کر سکتے ہیں۔ ورنہ عوام کے غم و غصہ کا اظہار سول نافرمانی سے ہی ہوتا ہے۔ گاندھی جی کی بے بصری اور کوتہ چشمی محض اس بات کا نتیجہ ہے۔ کہ وہ اپنی نگاہ ہمیشہ بلند مقامات پر ڈالتے ہیں۔ اور یہ حالت انہیں باقی ادنےٰ انسانوں سے الگ کر دیتی ہے۔ گاندھی جی کی ہمالیہ جتنی بڑی ناقابل تلافی غلطی یہی ہے کہ وہ ہمیشہ اوپر کی طرف دیکھتے ہیں۔ لیکن عوام پر انہوں نے کبھی نظر نہیں ڈالی۔ جو پوری عقیدت اور وفاداری سے ان کی تقلید میں قدم قدم پر ٹھوکریں کھا رہے ہیں۔ آپ نے یہ بھی کہا کہ گاندھی جی کا فیصلہ صورت حالات کو ہرگز نہیں بدل سکتا۔ کیونکہ سابقہ فیصلہ پر خط تنسیخ کھینچنے یا اس میں قطع و برید کرنے کا اختیار صرف آل انڈیا کانگرس کمیٹی کو ہے۔ اور وہی اپنے لائحہ عمل کو کسی نئی حکمت عملی کے ماتحت بدل سکتی ہے۔

حکومت بنگال نے ایک غیر معمولی گزٹ میں اعلان کے ذریعہ قانون انسداد دہشت انگیزی کی بعض دفعات کی میعاد میں توسیع کر دی ہے۔

دیا سلائی پر محصول عائد کرنے کے نتیجہ میں کلکتہ سے ۹ اپریل کی اطلاع کے مطابق بنگال کے قریباً ایک درجن کارخانے بند ہو گئے ہیں۔ اور دس ہزار مزدور بیکار پھر رہے ہیں۔

حکومتِ پنجاب کے وہ دفاتر جو موسم گرما میں شملہ جاتے ہیں۔ ۷ مئی کو بند ہو کر ۱۷ مئی کو شملہ میں کھل جائیں گے۔

حکومت ہند کے پولیٹکل سکرٹری مسٹر جی جے گلانسی کی یکم جون ۱۹۳۴ء سے ۴½ ماہ کی رخصت ہز ایکسیلنسی وائسرائے ہند نے منظور کی ہے۔ مسٹر آر۔ ای۔ ایل ونگیٹ قائم مقامی کے فرائض سر انجام دینگے۔

چالیس فٹ لمبے آبی جانور کی ایک لاش ۷ اپریل کو ساحل کلکتہ پر آگئی۔ خیال کیا جاتا ہے کہ یہ وہیل مچھلی کی لاش ہے۔ اس کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے۔ کہ حال میں جو زلزلہ آیا اس کی وجہ سے وہ جانور جو سمندر کی تہ میں تھے سطح سمندر پر آ گئے۔ اور بہتے بہتے کنارے پر آ گئے۔ ہندوستان کے اور ساحلوں پر بھی اس قسم کے بعض جانور پائے گئے ہیں

حکومت بنگال نے کسی حد تک فصل کی خرابی اور کچھ دیگر تکالیف کے باعث صوبہ کے مختلف اضلاع اور مقامات پر زراعتی قرض اور امداد کی خاطر اڑھائی لاکھ روپے کی منظوری دی ہے۔

سرخپوشوں کے متعلق پشاور کے ایک اخبار کو معلوم ہوا ہے۔ کہ وہ ایک کانفرنس منعقد کرنے کی کوشش کر رہے ہیں جس میں گاندھی جی کے موجودہ فیصلہ پر جو انہوں نے سول نافرمانی کے التوا کے متعلق دیا ہے۔ غور کیا جائے گا۔

وائسرائے ریلیف فنڈ کی میزان ۷ اپریل تک ۴۵ لاکھ ۸۱ ہزار نو سو چھ روپے تک پہنچ گئی ہے۔

شمالی امریکہ کے ایک شہر مینا پولیس کی اطلاع ہے۔ کہ وہاں تین ہزار بیکاروں اور پولیس میں شدید جنگ ہوئی بے روزگار ایک جلوس کی شکل میں شہر میں پھر رہے تھے۔ اور کہتے جا رہے تھے "ہم روٹی اور کام چاہتے ہیں" دو گھنٹہ تک پولیس اور ہجوم میں جنگ ہوتی رہی۔ صورت حالات پر قابو پانے کیلئے پولیس نے مشین گنیں بھی منگوائیں۔ مگر ان کا استعمال نہ کیا۔ پولیس کے چالیس ملازمین زخمی ہوئے اور بیس آدمیوں کو زیر حراست کیا گیا۔

تلیروں کے شکار کے متعلق حکومت پنجاب نے ایک خاص اعلان کے ذریعہ پبلک کو تنبیہ کیا ہے کہ تلیر کا پکڑنا یا مارنا۔ تلیر کا بیچنا یا خریدنا یا بیچنے یا خریدنے کیلئے پیش کرنا۔ تلیر اور اس کے گوشت کا قبضہ میں رکھنا۔ تلیر کے بال و پر کا بیچنا۔ خریدنا یا بیچنے یا خریدنے کیلئے پیش کرنا یا اس کا قبضہ میں رکھنا خلاف قانون ہے اور اس ممانعت کی پہلی دفعہ خلاف ورزی کی سزا زیادہ سے زیادہ پچاس روپے

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپایا۔ اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی۔